

## مایوسی: راہ حق کی سب سے بڑی رکاوٹ

جس مقصد کے لیے ہم کام کر رہے ہیں اس کے راستے کی سب سے بڑی مزاحمت مایوسی اور قنوطیت ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی محنت سے کام کیا ہے مگر لوگ ہماری طرف آنے کے بجائے مادہ پرستی کی طرف چلے گئے ہیں تو مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ ایک بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ مایوسی سے بڑھ کر اس تحریک کے لیے خطرناک شے اور کوئی نہیں۔ یہ مایوسی شیطان کی پیدا کردہ ہے۔ چونکہ شیطان کائنات کا سب سے بڑا قنوطی ہے اس لیے وہ انسانوں کے دلوں میں بھی مایوسی کا بیج بونے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ جو خود ہمیشہ کے لیے خدا کی رحمت سے محروم ہو چکا ہے، اب اس کے بندوں کو بھی اس کی رحمت سے مایوس کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ وہ کھلم کھلا برائی کی تلقین نہیں کرتا بلکہ نیکی سے بد دل کر دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص دیندار ہونے کے باوجود آہستہ آہستہ سرد ہوتا جاتا ہے۔ اس کا دل ایک بات کو صحیح سمجھتا ہے، مگر وہ ساتھ نہیں دیتا۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ شیطان کے اس حربے نے ہر مرحلے پر اپنا کام کیا ہے۔ بعض دیندار لوگ یہ کہہ کر خانقاہوں میں بیٹھ رہے کہ یہ کام تو بلاشبہ حق ہے لیکن پورا نہیں ہو سکتا۔ تعلیم یافتہ طبقہ کا کہنا یہ ہے کہ ہم دل سے تو چاہتے ہیں لیکن کیا کریں مجبور ہیں، کچھ ہو نہیں سکتا۔ اس قسم کی باتیں دوسرے لوگ بھی کہتے ہیں۔ اس لیے ہمارے رفقاء کو شیطان کے اس حربے سے آگاہ رہنا چاہیے۔ یہ قرآن کا حکم ہے اور انبیاء کی بھی یہی سنت رہی ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے کام کیے چلے جاؤ خواہ کامیابی ہو یا نہ ہو۔ اللہ کی طرف سے مطالبہ کام کا ہے، کامیابی کا نہیں۔ ہمیں خالق برحق کی رضا اس کام کو جاری رکھنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے، جس کا آغاز ہم نے حق سمجھ کر کیا ہے۔ ہماری کامیابی اس کے جاری رکھنے میں پوشیدہ ہے۔

اسن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے.....

اندھے کی بصیرت

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں "ہنود"

طالبان کی مجلس شوریٰ کے رکن ملا  
محمد حسن رحمانی سے انٹرویو

اخلاق کو مہذب بنانے کا طریقہ

شرمناک تنہائی

تبصرہ کتب

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں





## سورة الاعراف

(آیات: 32 تا 36)

ڈاکٹر اسرار احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي اُخْرِجَ لِعِبَادِهِمِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ كَذٰلِكَ نَقُصُّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطٰنًا وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۗ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰۤاٰدَمُ اِنَّا بٰرَكْنَاكَ اِنَّمَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّا بٰرَكْنَاكَ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَفْضُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰیٰتِيْ ۗ فَمَنِ اتَّقٰنِيْ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَّلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾﴾

”پوچھو تو کہ جو زینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص انہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں سمجھنے والوں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے: کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔ اور ہر ایک فرقے کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی، اے بنی آدم! (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سنایا کریں (تو ان پر ایمان لایا کرو) کہ جو شخص (ان پر ایمان لاکر) اللہ سے ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی وہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے۔“

اسلام میں ترک دنیا کی گنجائش نہیں ہے بلکہ اسلام بھر پور دنیاوی زندگی پسند کرتا ہے جس میں اوقات اللہ کے حکم کے مطابق گزارے جائیں، اللہ کی نعمتوں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے اور نعمتیں دینے والے کے احسان کو بھی مانا جائے۔ اے نبی! آپ ان سے پوچھیں کہ وہ زینت جو اللہ نے زمین سے نکالی ہے اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں تم پر کس نے حرام کی ہیں؟ گویا زمین سے پیدا ہونے والے تمام پھل بزیں وغیرہ تمہارے لیے جائز ہیں۔ کہہ دیجئے کھانے پینے کی یہ تمام چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی اللہ نے اہل ایمان ہی کے لیے بنائی ہیں۔ اگر چہ دنیا میں کفار کو بھی دی جا رہی ہیں اور سب ان سے مستحق ہو رہے ہیں، مگر آخرت میں تمام اچھی چیزیں اور نعمتیں صرف اہل ایمان بندوں کے لیے ہو جائیں گی اور کافروں کو کوئی شے نہیں ملے گی، اسی طرح ہم اپنی آیات کی وضاحت کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو صحیح اور حقیقی علم حاصل کرنا چاہیں۔

کہہ دیجئے، میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دے دیا ہے خواہ وہ علانیہ ہوں یا چھپی ہوئی۔ اس کے علاوہ گناہ کو بھی حرام ٹھہرایا ہے۔ نیز کسی دوسرے پر ناحق زیادتی بھی حرام ہے۔ اور اس بات کو بھی حرام ٹھہرایا ہے کہ تم کسی ایسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ جس کے لیے اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ بھی حرام ہے کہ تم اللہ کی طرف وہ چیزیں منسوب کرو جو تم خود نہیں جانتے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو بھیجتے ہیں تو اس کی قوم کو کچھ مہلت بھی دی جاتی ہے کہ لوگ اللہ کے رسول کی دعوت قبول کر کے اپنے باطن کو منور کر لیں۔ اگر قوم مہلت کا یہ وقت پونہی گزار دے تو وہ عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ ہر قوم کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ پس جب ان کا وہ وقت آجائے گا تو نہ وہ اس کو ایک گھڑی مؤخر کر سکیں گے، اور نہ ہی اس سے کھسک سکیں گے۔ اگرچہ اہل ایمان تو چاہیں گے کہ ان سرکش مشرکوں پر جلدی سے عذاب آجائے۔ اس لیے کہ اہل ایمان ہچکی کے دوپاٹوں کے درمیان پس رہے تھے۔ کبھی کبھی انہیں خیال آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اتنی ڈھیل کیوں دے رہا ہے۔ ابو جہل کو کیوں اتنا موقع ملا کہ اس نے سمیٹ کے ساتھ ظلم کی انتہا کر دی، حضرت یاسر کو شہید کر دیا۔ مگر بندوں کی تمنائیں اپنی جگہ اور اللہ کی حکمت اپنی جگہ۔ سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں اگر میرے پاس وہ شے ہوتی جس کا تم مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو اور جلدی مچا رہے ہو (یعنی عذاب) تو میرے اور تمہارے درمیان یہ قصہ کبھی کا چکا یا جا چکا ہوتا۔

آگے اللہ کی آیات سن کر تقویٰ کی روش اختیار کرنے والوں کا انعام بتا دیا کہ ایسوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ حزن سے دوچار ہوں گے۔ البتہ وہ لوگ جو ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور تکبر کی بنا پر انہیں رد کر دیں گے تو ایسے لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ اس (جہنم) میں رہیں گے۔

## مسلمانوں کے باہمی تعلقات

فرمان نبوی

پانچویں باب

عَنْ اَبِي مُؤَسَّبِ الشَّعْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَنِيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُمُ بَعْضًا)) ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ (رواه البخاري ومسلم)  
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: ”ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے، اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہیے)۔“



بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارات

سید قاسم محمود - ایوب بیگ مرزا

سردار اعوان - محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسحق طابع: رشید احمد چوہدری  
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67- اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہوڈ لاہور-54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail: markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36- کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 10 روپے

سالانہ زر تعاون

اندرون ملک.....300 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا.....(2000 روپے)

یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے

سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

## امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو!

زمینی حقائق ظاہر کر رہے ہیں کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ نہیں ہوگی، لیکن یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ایٹمی قوت کے حامل ملک پاکستان کی حکومت کیوں حواس باختہ ہو گئی ہے۔ اوّل روز سے اُس کا رویہ اور طرز عمل پر اسرار ہے۔ وزیراعظم ٹیلی فون پر ہی ڈی جی آئی ایس آئی کو بھارت روانہ کر رہے تھے۔ شیریں رحمان پاکستان کی وزیر اطلاعات ہیں لیکن انہوں نے بھارتی ترجمان کا رول اپنا لیا ہے۔ وہ وضاحتیں پیش کر رہی ہیں کہ بھارتی فضائیہ کے طیارے غلطی سے پاکستان کی فضائی حدود میں داخل ہو گئے تھے۔ اُن سے کوئی پوچھے کہ غلطی ایک ہی دن میں لاہور سیکٹر اور کشمیر سیکٹر میں کیوں گئی۔ کیا یہ بھی اتفاق ہے کہ ان ہی دو سیکٹروں میں بھارتی طیاروں کو غلطی لگی جن میں بھارتی دعویٰ کے مطابق لشکر طیبہ کا مرکز ہے (یعنی مرید کے) اور آزاد کشمیر جہاں تربیتی کیمپ بتائے جاتے ہیں۔ پاک فضائیہ کے ترجمان کے مطابق بھارتی طیارے میزائلوں سے لیس تھے۔ آدھی رات کو بھارتی طیارے ہماری سرحدوں کے پاس مسلح ہو کر آوارہ گردی میں کیوں مشغول تھے؟ صدر محترم بھی پیچھے نہیں رہے، فرماتے ہیں بھارتی فضائیہ کو ٹیکنیکل غلطی لگی، یعنی انہوں نے اس غلطی میں ٹیکنیکل کا اضافہ کیا ہے۔ وزیراعظم صاحب فرماتے ہیں کہ جہاز مڑتے مڑتے پاکستان کی فضائی حدود میں مجبوراً داخل ہوئے۔ جبکہ 1987ء میں بھارت اور پاکستان میں طے ہوا تھا کہ دونوں ممالک کے جنگی جہاز فضا میں اپنی سرحدوں کے پندرہ میل اندر رہیں گے۔ یعنی بقول ہماری حکومت کے بھارتی طیاروں نے  $15+4=19$  کلومیٹر لمبی انگریزی لی۔ بہر حال اتنی وضاحتوں کے بعد بھارت کو کسی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ پاک فضائیہ کے ترجمان نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ بھارتی طیارے ہماری سرحدوں میں 4 کلومیٹر تک گھس آئے تھے، ہمارے جہاز فوری طور پر اڑے، انہوں نے بھارتی جہازوں کا تعاقب کیا تو وہ فوری طور پر واپس بھارت چلے گئے۔ پاکستان کی فوجی قیادت بار بار اعلان کر رہی ہے کہ ہم دشمن کو منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ شرمبارک مند ہر روز کسی نہ کسی چینل پر آ کر قوم کو بتا رہے ہیں کہ بھارت کا کوئی کونہ ہمارے میزائلوں کی رینج سے باہر نہیں۔ حکومت کے تمام دوستوں اور دشمنوں نے حکومت کو یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر بھارت نے جنگ مسلط کی تو ہم حکومت کی پشت پر ہوں گے۔ بھارتی میڈیا کی بیہودہ گفتگو نے پاکستانی عوام میں اشتعال پیدا کر دیا ہے۔ وہ اپنے تمام مسائل بھلا کر بھارتی جارحیت کے سامنے سبسہ پلائی دیوار بننے کی حکومت کو یقین دہانی کر رہے ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہر سطح پر جو اتحاد پاکستان میں نظر آتا ہے، وہ بھارت میں بھی نہیں ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ اس سب کچھ کے باوجود حکومت کی سراسیمگی کی کیا وجہ ہے، وہ پیران کیوں چھوڑ رہی ہے۔ معذرت خواہانہ رویہ بلکہ منت سماجت اور اوٹ پٹانگ بیانات، جیسے کوئی ہوش کھو گیا ہو۔ ایک طرف کہا جا رہا ہے کہ حکومت بھارت نے ہمیں کوئی ثبوت فراہم نہیں کیے تو پھر یہ پابندیاں اور گرفتاریاں کیسی؟ کیا دشمن ان باتوں سے خوش ہو جائے گا؟ کوئی ہے جو ان نام نہاد لیڈروں کو سمجھائے کہ جنگیں کبھی پاؤں پڑنے اور غنٹیں کرنے سے نہیں روکی جاسکتیں۔ شکاری کبھی شکار پر رحم نہیں کھاتا۔ فرد ہو یا ریاست اگر خود پر خوف طاری کر لیں گے اور پسا پائی کو پالیسی بنالیں گے تو ایک وقت آئے گا کہ دماغ ماؤف ہو جائے گا اور پشت دیوار سے لگ جائے گی، پھر دشمن کے لیے تر نوالہ بن جائیں گے۔ کوئی انسان بقائمی ہوش و حواس جنگ کا خواہشمند نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ اگر دو ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ ہو گئی تو دونوں طرف کوئی رونے دھونے کے لیے بھی نہیں بچے گا اور برصغیر پاک و ہند ایک بڑے قبرستان میں تبدیل ہو جائے گا۔ جنگ کمزوری سے نہیں قوت کے اظہار سے رکتی ہے۔ 2002ء میں بھی بھارت



جنگی جنوں میں جتلا ہوا تھا لیکن 10 ماہ میں 36 ارب روپے خرچ کر کے ہندو بنیاد واپسی پر مجبور ہوا۔ تب بھی کسی منت سماجت سے نہیں، ایٹمی میزائلوں کے خوف سے واپسی ہوئی تھی۔ ڈرا سوچیے، اگر جاپان کے پاس ایٹمی قوت ہوتی اور وہ کسی ایک امریکی شہر کو بھی نیست و نابود کرنے کی طاقت رکھتا تو کیا امریکہ جاپان پر ایٹم بم گراتا؟ اللہ رب العزت بھی ہمیں اپنے گھوڑے تیار رکھنے کا حکم اسی لیے دیتا ہے کہ ہم دشمن کے لیے نرم چارہ نہ بن جائیں، لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ محض عسکری قوت بڑھانے سے قومیں محفوظ نہیں ہوتیں، معاشی اور اخلاقی قوت بھی کسی سلطنت کے لیے ستون کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر یہ کہ جو قوم اپنے بنیادی نظریہ کو ترک کر دے تو گویا اُس نے اپنی جڑ اور بنیاد پر تیشہ چلایا۔ ماضی قریب میں سوویت یونین کی مثال ہمارے سامنے ڈٹنی چاہیے، ایٹمی قوت ہونے کے حوالہ سے وہ پاکستان سے بہت آگے تھی، لیکن یوں چکنا چور ہوئی جیسے کانچ کا گلاس زمین پر گر جانے سے ہوتا ہے۔ اس لیے کہ معاشی حالت دگرگوں ہو گئی تھی اور ریاست اپنے نظریہ اشتراکیت سے عملاً ہٹ چکی تھی۔ ہم نے بھی اگر نظریہ پاکستان سے انحراف جاری رکھا تو اللہ نہ کرے ہمارا انجام بھی ویسا ہی ہو۔ نظریہ پاکستان کو ترک کرنے سے پاکستانی قوم وجود میں نہ آسکی بلکہ ہم کئی قومیتوں میں بٹ گئے جن میں ہر دن گئے کشیدگی اور نفرت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے چاروں صوبوں کے عوام تہذیبی، لسانی اور معاشرتی سطح پر بہت مختلف ہیں۔ بودوباش بالکل مختلف ہے۔ انہیں ایک کرنے والی شے صرف اور صرف اسلام ہے۔ آپ اسلام کو ترک کریں گے تو وحدت کا پارہ پارہ ہونا ایک فطری اور منطقی نتیجہ ہوگا۔ ہم پر کسی بیرونی حملہ کی ضرورت نہیں رہے گی لہذا بیرونی حملہ سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ڈرو اس اللہ رب العزت سے کہ جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ اسی کا دامن تھام کر ہماری کشتی بھنور سے نکل کر ساحل پاسکتی ہے۔ ہمیں مضبوط اور مستحکم پاکستان کے لیے نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر دینی ہوگی اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو اس میں کیا فرق ہے کہ بتا ہی ویر بادی دشمن کے میزائلوں سے برپا ہوتی ہے یا آپس میں دست و گریبان ہونے سے، لہذا رجوع یعنی رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے، اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے۔ آخر میں ہم حکومت کی خدمت میں ایک دانا کا قول پیش کرتے ہیں۔

”امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو۔“

### بقیہ: نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستان والو!

ہو جائے اور عذاب ٹل جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قاعدہ رہا ہے جب کسی قوم کی طرف رسول کو بھیجا اور قوم نے بحیثیت مجموعی انکار کر دیا تو قوم ہلاک کر دی گئی۔ حضرت یونس کی قوم کی بابت بھی یہی فیصلہ ہوا تھا۔ حضرت یونس قوم سے مایوس ہو کر اور غصے ہو کر اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آثار شروع ہو چکے تھے۔ لیکن قوم کے اندر یک دم ایک انقلاب آیا۔ پوری قوم گھروں سے باہر نکل کر میدانوں میں آ گئی۔ انہوں نے چیخ چیخ کر دعائیں مانگیں، توبہ کی۔ اے اللہ! ہم ایمان لائے، ہمیں بخش دے، اے اللہ! ہمیں معاف کر دے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے عذاب کے آثار، عذاب کے بادلوں کو پھاڑ دیا اور ان کو مہلت دے دی۔

سورۃ المائدہ کی آخری آیات میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا، اے عیسیٰ! کیا تم نے اپنی امت کو اپنے آپ کو اور اپنی ماں مریم کو خدا بنا دینے کا حکم دیا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے: اے اللہ! میں نے تو ہرگز یہ نہیں کہا تھا۔ میں نے ان کو وہی کہا تھا جو تو نے مجھ سے کہا تھا کہ کہہ دو کہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہے، اسی کی بندگی کرو۔ میں نے یہ حکم نہیں دیا۔ اگر میں دیتا تو حیرے علم میں ہوتا۔ اس لیے کہ حیرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ آخر میں جو بات کہی جائے گی وہ یہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت ہی مشفقانہ انداز میں اپنی بگڑی ہوئی امت کے لیے بھی بڑے تہہ دل سے، بڑی آہ و زاری کے ساتھ، بڑے اچھے طریقے سے التجا کریں گے: ”اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دینا چاہے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو تو زبردست ہے، حکمت والا ہے۔“ یہ گویا ایک طرح سے بہت لطیف انداز میں امت کے حق میں مغفرت کی درخواست ہے کہ اے اللہ اس کو بخش دے۔ صاف نہیں کہا، اس لیے کہ ان کے جرائم بہت بڑے بڑے تھے۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں اے اللہ! اگر تو ہمارے اوپر عذاب نازل کرے تو ہم تیرے بندے ہیں، تیری ملکیت ہیں، تجھے اختیار ہے جب چاہے ہمارے گناہوں پر ہمیں پکڑے لیکن اگر تو ہمیں معاف فرما دے تو تو زبردست ہے، کمال حکمت والا ہے۔

حضرات: میری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا ملک آج مشرق و مغرب سے شدید خطرات کی زد میں آچکا ہے۔ مغرب سے امریکہ اور صیہونی طاقتیں پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنے اور اُسے تباہ و برباد کرنے پر تلی ہوئی ہیں چنانچہ جو بات میں ایک عرصے سے کہتا چلا آ رہا ہوں، وہ اب امریکی کمیشن کی رپورٹ میں آ گئی ہے۔ اور مشرق سے انڈیا پاکستان کو صفحہ ہستی سے مٹا کر انڈ بھارت کے خواب دیکھ رہا ہے۔ ملک کے اندر بھی شمال (سوات اور قبائلی علاقوں) اور جنوب (کراچی) میں ملک کو توڑنے والی قوتیں سرگرم ہیں۔

اے خاصہ خاصانِ رسلِ وقتِ دُعا ہے  
امتِ پہ تیری آ کے عجب وقتِ پڑا ہے

(مرتب: محبوب الحق عاجز)



# نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستان! والو!

ملک و قوم کو لاحق خارجی اور داخلی خطرات سے بچاؤ کا

واحد راستہ رجوع الی اللہ ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب عید الاضحیٰ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد] معزز حاضرین! آج پاکستان کا ہر باشعور شخص سخت پریشان ہے۔ اس لیے کہ پاکستان کی کشتی جس بھنور میں آ کے پھنس گئی ہے، اس سے اس کا ٹکنا کسی خصوصی رحمت خداوندی کے بغیر ممکن نہیں۔ ویسے تو پاکستان اول دن سے غیر مستحکم تھا۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے کہ جسے پیدائشی طور پر اپنے سے کئی گنا بڑے ملک کی دشمنی ملی ہے۔ اسی ملک کی دشمنی کے خوف سے ہم امریکہ کی جھولی میں چلے گئے، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب نوبت یہاں تک آ گئی کہ ہم امریکہ کے آلہ کار بن گئے۔ اس نے اپنے مقاصد کے حصول، بالخصوص Containment of Russia پالیسی میں ہمیں اپنے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا۔ ہماری تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب کبھی امریکہ کو ہماری ضرورت پڑی ہم پر اس کی عنایتیں ہوئیں، اس کی طرف سے قرضے آئے، امداد آئی، گندم آئی، ہتھیار اور ہوائی جہاز آئے۔ لیکن پھر جب اس کی ضرورت ختم ہو گئی تو اس نے ہم سے رُخ پھیر لیا اور ہمارے مقابلے میں بھارت کے ساتھ پیٹنگیں بڑھانے لگا، کیونکہ یہ اول روز سے اسے معلوم تھا کہ اپنے عالمی مقاصد کے حصول کے لیے اسے بھارت کی جو پاکستان کے مقابلے میں کئی گنا بڑا ملک ہے، زیادہ ضرورت ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ پاکستان روز اول سے عدم استحکام کا شکار چلا آ رہا ہے۔ لیکن اس وقت سلطنتِ خدا داد پاکستان پر جو وقت آ پڑا ہے، اس میں ہماری حالت یہ ہے کہ

تن ہمد داغ داغ شد پتہ کجا ہم

یعنی اب تو ہمارا پورا جسم داغ داغ ہو گیا ہے، کہاں کہاں مرہم رکھا جائے۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے  
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے  
اگر غور کیا جائے تو ہمارے آج کے حالات غزوہ  
احزاب کے بہت ہی مشابہ ہیں۔ وہاں کیا ہوا تھا؟ دشمنوں نے  
چاروں طرف سے آ کر مدینے کو گھیر لیا تھا۔ دشمن اوپر سے یعنی

نجد کی طرف سے بھی آئے تھے اور نیچے یعنی حجاز سے بھی آئے۔ حدودِ خوف کی کیفیت تھی۔ قرآن کہتا ہے کہ آنکھیں پتھر اٹھیں اور دل ہنسیوں میں آگئے۔ آج ہینڈ معاملہ پاکستان کا ہے۔ مغرب اور مشرق سے پاکستان کا گھیراؤ ہو رہا ہے۔ مغرب کی طرف دیکھیے، امریکہ کا جو اس وقت ایجنڈا ہے، وہ پاکستان کو ختم کرنے یا کم از کم اس کے ایٹمی ہتھیار برباد کرنے کا ہے۔ یہ تقریباً فیصلہ ہو چکا ہے۔ امریکی کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر آ گئی ہے جس کا عنوان ہے: دنیا خطرے سے دوچار (World at Risk) خلاصہ یہ ہے کہ امریکہ جراثیمی اور جوہری ہتھیاروں کا نشانہ بن سکتا ہے جو ”دہشت گرد“ سیاسی عدم استحکام کے شکار پاکستان سے حاصل کریں گے۔ صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ امن کی یقین دہانی کے لیے پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو ٹیکل ڈالنا گریز ہے۔ سوال یہ ہے کہ دشمن پاکستان کو ختم کرنا یا کم از کم اس کے ایٹمی ہتھیاروں کا خاتمہ کیوں کر دینا چاہتے ہیں؟ دیکھیے، یہودی اور عیسائی صیہونی مشرق وسطیٰ میں گریٹر اسرائیل کے قیام اور مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو گرانے پر تلے ہوئے ہیں، جہاں سے حضور ﷺ کا معراج کا سفر شروع ہوا تھا۔ مسجد اقصیٰ کو گرا کر انہیں ایک تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرنا ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ جب مسجد اقصیٰ گرائی جائے گی، پوری مسلم دنیا میں ایک آگ لگ جائے گی، ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا، جس میں کٹھ پتلی حکومتیں بہہ جائیں گی۔ عوام جب پھیر جائیں گے، اُن میں جب جوش پیدا ہو جائے گا تو کوئی حکومت اسے سنبھال نہ سکے گی۔ صیہونیوں اور امریکیوں کا خیال ہے کہ اس وقت پاکستان کے ایٹمی ہتھیار ”مدہبی انتہا پسندوں“ کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔ لہذا ان کے نزدیک پہلے اس کے ایٹمی دانت توڑنے ضروری ہیں۔ اس کے بعد وہ ڈل ایٹم میں اپنے پانچ نکاتی ایجنڈے پر کام شروع کریں گے۔

مشرق کی طرف دیکھیے، بھارت وہ ملک ہے جس نے پاکستان کو ایک دن کے لیے بھی دل سے تسلیم نہیں کیا۔

اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہندو بنیا ہم پر براہ راست حملے کی جرأت نہیں کر سکا۔ تاہم جیسے ہی اُسے موقع ملا اُس نے اُس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا، جس کی نمایاں مثال سقوطِ مشرقی پاکستان کا سانحہ ہے۔ مشرقی پاکستان میں جو کچھ ہوا تھا، اس میں ہم ہی نے اپنی غلط پالیسیوں سے وہ صورت حال پیدا کر دی تھی، جس سے بھارت کو فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ بیسویں صدی کا چانس تھا جو انڈیا کو ملا، اب اکیسویں صدی کا چانس ہے، جو ان کے سامنے آ گیا ہے۔ اُن کا مقصد بھارت کو مہا بھارت بنانا ہے۔ ہندوؤں کے مطابق انڈیا اور پاکستان مہا بھارت کے ٹکڑے ہیں، ان کے پیش نظر ان کو دوبارہ ایک کرنا ہے۔ بھارت ماتا، بھارت ورش، مہا بھارت، وندے ماترم، ہر ہندو کے دل کی تمنا ہے۔ امریکہ اور مغربی دنیا کی جانب سے بھی بھارت کی حمایت جاری ہے۔ اس حمایت کی ایک وجہ Containment of China کی پالیسی بھی ہے۔ اس وقت مغرب کو خطرہ چین سے ہے۔ اس لیے کہ سوویت یونین کی تحلیل کے بعد مغرب کے مقابلے میں جو طاقت اٹھ رہی ہے، وہ چین ہی کی ہے۔ اس خطرے سے بہت پہلے ڈیکال نے مغربی دنیا کو متنبہ کر دیا تھا۔ اس نے کہا تھا: اے یورپ کی طاقتوا مشرق میں جو پہلی نسل ہے اس سے ڈرو۔ ظاہر ہے کہ آج اس پہلی نسل کا طوفان سر پر کھڑا ہوا ہے۔ لہذا اب امریکہ کی پالیسی Containment of china ہے۔ اور اس میں اُسے بھارت کو ہر حالت میں اپنا ساتھی بنانا ہے۔ چنانچہ آئندہ کا منظر یہ ہوگا کہ ماضی میں جو ہمارا رول روس کے خلاف رہا اب وہی رول بھارت کا چین کے خلاف ہوگا۔ اسی لیے اس کے ساتھ ایٹمی معاہدہ بھی ہو گیا، وہ سٹریٹیجک پارٹنر بھی بن گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی ہمدردیاں کی جا رہی ہیں۔ بمبئی دھماکوں کے معاملے میں بھی وہی بولی بولی جا رہی ہے جو بھارت بول رہا ہے۔ جو صدا انڈیا سے اٹھتی ہے اسی کی بازگشت مغرب سے سنائی دیتی ہے۔



اب آئیے تیسرے خطرے کی طرف جو داخلی ہے مگر سب سے خوفناک ہے۔ باہر کے خطرات خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اگر کسی ملک و قوم کے اندر یکجہتی ہو، اگر ایک قوم مٹھی بنی ہوئی ہو، تو باہر کے خطرات اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس وقت اندرون ملک صورت حال کیا ہے؟ شمال و جنوب کو دیکھ لیجئے۔ شمال میں بالخصوص سوات اور سرحد کے جتنے بھی قبائلی علاقے ہیں اُس میں حکومت پاکستان کی رٹ ختم ہو چکی ہے۔ ان کا اپنا نظام ہے۔ ان کی اپنی عدالتیں قائم ہیں۔ وہ سزائیں دے رہے ہیں۔ ایسا دکھائی دیتا ہے گویا یہ علاقے اب پاکستان کا حصہ نہیں رہے۔ ان عناصر کو باہر کی بھی مدد حاصل ہے۔ وہاں موسان، راور اور نیٹو کے ایجنٹ آ رہے ہیں، جو نہایت گھناؤنے کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ پاکستانی طالبان بھی موثر ہیں۔ ایک صاحب جو سوات سے تعلق رکھتے ہیں، میرے پاس آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہاں طالبان کے اثر و رسوخ کا یہ عالم ہے کہ اگر وہاں ایک طالب چوک میں کھڑا ہو کر کہے کہ یہ ہو جائے تو اُس پر فوراً عمل ہوتا ہے۔ اگر کسی نے کسی پر زیادتی کی اور ایک ”طالبان“ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ زیادتی کا ازالہ کرو، تو اس پر فی الفور عمل ہو جاتا ہے۔ بیرونی ایجنٹوں اور اصل طالبان کے علاوہ وہاں پر جن لوگوں کی حکومت یا جن کا اثر ہے اُن پر اور ان کے بیانات پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ سرحد میں اے، این، پی کی حکومت ہے، جس کا سربراہ اسفند یار ولی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کا باپ ولی خان کہا کرتا تھا کہ پاکستان تو انگریزوں نے سازش سے بنایا ہے، اور یہ مغربی امپریل ازم کی پیداوار ہے۔ اس کے دادا خان عبدالغفار خان کا حال یہ تھا کہ اس نے پاکستانی سر زمین میں دُفن ہونا بھی گوارا نہیں کیا، بلکہ اُس کی وصیت کے مطابق اُسے جلال آباد میں دُفن کیا گیا۔ دوسرے آدمی جو وہاں موثر ہیں، مولانا فضل الرحمن ہیں۔ اُن کے والد نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے۔ مولانا مفتی محمود صاحب کا یہ بیان ریکارڈ پر موجود ہے۔ ان دونوں اہم شخصیات کا معاملہ کیا ہے؟ مولانا فضل الرحمن نے تو بہت پہلے کہہ دیا تھا کہ سرحد ہاتھ سے نکل رہا ہے، ہوش میں آ جاؤ۔ اب اسفند یار ولی کی جانب سے پختونستان کی صدا بلند ہوئی ہے۔ اسفند یار ولی کچھ عرصہ پہلے امریکہ گیا تھا، اور وہاں سے پختونستان کے حوالے سے امریکہ کی آشر باد لے کر واپس آیا ہے۔ اس لیے کہ پاکستان میں کوئی بھی تہدیلی اُس وقت تک نہیں آ سکتی جب تک کہ امریکہ کی NOC حاصل نہ ہو جائے۔ یہ تو آپ کے قطب شمالی کا حال ہے۔ قطب جنوبی میں چلیئے۔ کراچی میں ہنگامے شروع ہو گئے ہیں۔ سندھ میں ایک تہائی لوگ اُردو سیکینگ ہیں اور یہ لوگ سندھ زیریں میں بے تحاشا ہیں۔ ان ایک تہائی لوگوں کا لیڈر خود دہلی میں جا کر یہ کہہ کر آیا کہ تقسیم ہند ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ

پاکستان کو نہیں مانتے۔ ان کا اپنا ایجنڈا ہے، اور وہ پاکستان سے علیحدگی ہے۔ میں آپ کو 20، 25 سال پہلے کی بات بتاتا ہوں۔ ہمارے ایک دیرینہ دوست مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلی سے پاکستان آئے ہوئے تھے۔ اُس وقت کراچی میں لسانی فسادات ہو رہے تھے۔ انہوں نے کراچی جا کر دہلی کے نوجوانوں سے کہا: بھائی ایہ تم کیا کر رہے ہو؟ تم ہندوستان سے پاکستان آ گئے، اب پاکستان سے آ گے کہاں جاؤ گے۔ کیا تم نے سمندر میں گرنا ہے۔ تو ان نوجوانوں نے مولانا سے کہا تھا: چچا جان! آپ فکر نہ کریں۔ ہم سمندر میں گرنے والے نہیں۔ ہم یہاں سنگاپور بنائیں گے، ہانگ کانگ بنائیں گے۔ یہ ان کے عزائم تھے۔ کراچی میں جو فسادات ہو رہے ہیں، ان کو فسادات کہنا قافض ہے، یہ قتل عام ہے۔ اس قتل عام کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ خود حکومتی ذرائع نے تسلیم کیا ہے کہ 50 میں صرف 5 آدمی ایم کیو ایم کے مرے ہیں، باقی 45 پٹھان مرے ہیں۔ اس مذموم ایجنڈے کے تحت

اس وقت پٹھانوں اور ایم کیو ایم میں زبردست جنگ کا آغاز ہو رہا ہے۔ اسی مقصد کے تحت الطاف حسین نے بہت پہلے سے کہہ دیا تھا کہ ہتھیار خریدو، ہتھیار خریدو، طالبان انٹرنیشن ہونے والی ہے۔ تو یہ صورت حال ہے سندھ کی ہے۔ اگرچہ پیپلز پارٹی کی وجہ سے معاملہ ٹھنڈا پڑا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ذرا سیاسی جماعت ہے لیکن سندھ نیشنلزم کی جڑیں سندھ میں انتہائی گہری ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے تو پوری دنیا طے کر چکی ہے کہ اس کو ایک الگ بلوچستان بنانا ہے۔ یہ ساری چیز طے ہے۔

ان خارجی اور داخلی حالات سے ظاہر ہے کہ ملک کے اندر اور باہر ملک توڑنے والی قوتیں جمع ہو چکی ہیں، جو انتہائی تشویش کی بات ہے۔ ملک کو جوڑنے والی قوت، جو سب سے بڑی قوت تھی وہ صرف اسلام تھا۔ افسوس کہ ہم نے یہاں پر اسلام کو مستحکم نہیں کیا، اسلام کو نافذ نہیں کیا۔ نہ یہاں قوانین شریعت نافذ ہوئے اور نہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی

### پریس ریلیز

12 دسمبر 2008ء

جماعت الدعوة پر پابندی کے حوالے سے پاکستان نے سلامتی کونسل کی حالیہ قرارداد کے

سامنے جس طرح سر تسلیم خم کیا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے

حافظ عاکف سعید

لاہور (پ) سلامتی کونسل نے بغیر کسی ثبوت کے جماعت الدعوة پر پابندی عائد کر کے انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ غیر ذمہ داری کا عالم یہ ہے کہ ایک شخص جو سات سال قبل انتقال کر گیا اسے بھی مجرم قرار دے کر اُس پر فرد جرم عائد کر دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے 9/11 کے بعد جس طرح دھونس اور دھاندلی کا انداز اختیار کیا تھا بھارت نے بھی بغیر کسی ثبوت مہی کے حالیہ واقعہ کو بنیاد بنا کر پاکستان پر الزامات کی بوچھاڑ اور جنگ کی دھمکی کا سہارا لیا ہے۔ یہ یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ کا واضح ثبوت ہے۔ لیکن ان دونوں مواقع پر پاکستانی حکمرانوں کا رویہ انتہائی افسوسناک ہے۔ پاکستان نے سلامتی کونسل کی حالیہ قرارداد کے سامنے جس طرح سر تسلیم خم کیا ہے، وہ انتہائی شرمناک ہے۔ حالانکہ بھارت اور اسرائیل بارہا سلامتی کونسل کی قراردادوں کو پاؤں تلے روند چکے ہیں۔ اسی طرح بھارت کی الزام تراشیوں کے حوالے سے حکومتی سطح پر ہمارا رویہ معذرت خواہانہ ہے۔ حالانکہ کراچی ہنگاموں اور بلوچستان میں ہونے والی تخریبی کارروائیوں میں را کے ملوث ہونے کے ناقابل تردید ثبوت ملے ہیں۔ ہمیں بھارت کے اس کردار کو اجاگر کرنا چاہیے تاکہ اس کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے آسکے۔ انہوں نے کہا کہ حافظ سعید اور جماعت الدعوة کی ہر مشکل گھڑی میں ملک و ملت کے لیے خدمت خلق کے حوالے سے بے پناہ خدمات ہیں۔ ہم ان کے خلاف سلامتی کونسل کے اقدام کی پُر زور مذمت کرتے ہیں۔ یہود و ہنود کے مقابلے میں جرات مندانہ راستہ اختیار کرنے کے لیے ہمیں اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔ لہذا پوری قوم کو وہ راستہ اختیار کرنا ہوگا جو ہمیں اللہ کی مدد و نصرت کا مستحق بنا دے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)



نافذ ہوا۔ لہذا جب ملک کو جوڑنے والی شے نہ رہی تو اب ملک، ملک کو توڑنے والی قوتوں کے رحم و کرم پر ہے۔ اس صورت حال میں امریکہ کا جو آئندہ صدر آ رہا ہے یعنی باراک اوباما اُس کے خیالات ملاحظہ کیجئے۔ اُس نے روز اول سے یہ کہہ رکھا ہے کہ میں پاکستان کے اندر بھی حملے کروں گا اور وہاں سے القاعدہ کی جڑیں کاٹوں گا۔ اگرچہ اوباما کا عراق جنگ کے حوالے سے بئس اختلاف تھا، مگر اوباما کس قدر صیہونی ٹکٹھے میں ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ اس نے وہائٹ ہاؤس کا چیف آف سٹاف ایک کٹر یہودی کو بنایا ہے۔ عمانوئیل اسرائیل کی لیکوڈ پارٹی سے تعلق رکھنے والا ہے۔ صدر اوباما کے پاس جو بھی کاغذ جائے گا، وہ اس کے پاس سے ہو کے جائے گا۔ جو کاغذ پہنچانا چاہے گا پہنچے گا اور جو کاغذ روکنا چاہے گا روک دے گا، جو ٹیلیفون پاس کرے گا اسے صدر سے گا جو پاس نہیں کرے گا اُسے نہیں سنے گا۔ اُسے مکمل اختیار ہے۔ گویا وہائٹ ہاؤس کا سارا سٹاف کٹر یہودی کے کنٹرول میں ہوگا۔ اسی لیے تو اس کے تقرر پر اسرائیل میں شادیانے بجائے جارہے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کا متعصب یہودی سب سے اونچی پوسٹ پر آ گیا ہے۔ وہ تو گویا امریکہ کا مالک بن بیٹھا ہے۔ دوسری طرف اوباما نے ساؤتھ ایشیا کے لیے جس شخص کو اپنا سفیر بنایا ہے وہ انتہا پسند ہندو نال شاہ ہے۔ گویا اب یہود اور ہندو وہائٹ ہاؤس کے اندر جمع ہو گئے ہیں۔ اور قرآن نے انہی دو کے بارے میں فرمایا کہ: ”اے پیغمبر اتم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔“ (المائدہ: 81)

اب حال ہی میں انڈیا میں جو دہشت گردی ہوئی یہ کس نے کی ہے، یہ تو ابھی وقت بتائے گا۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انہوں نے خود کیا ہے، تاکہ پاکستان کے خلاف کسی ممکنہ اقدام کے لیے بہانہ ہاتھ آسکے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے موساد، امریکہ اور نیوکوز نے جڑواں ٹاورز گرائے تھے، تاکہ بڑے پیمانے پر عالم اسلام پر فوج کشی کا جواز پیدا کیا جاسکے۔ بمبئی دھماکے ہندوؤں نے خود کرائے ہیں۔ اس کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ وہاں سے جو شخص پکڑا گیا اس کی کلائی میں وہی ہندوؤں والا دھا کہ بندھا ہوا ہے۔ اس سے پہلے مجھوتہ ایکسپریس کا جو واقعہ ہوا تھا اس میں بھی ہندو ملوث تھے۔ اس واقعے کے سلسلے میں ہمیں مت کر کے کی جو تحقیقاتی رپورٹ سامنے آئی اُس میں ہمیں مت نے قرار دیا تھا کہ یہ ہندوؤں کا اپنا کیا ہوا کام ہے۔ اس میں فوج کے ایک حاضر سروس لیفٹیننٹ کرنل ملوث ہیں، مسلمانوں پر خواہ مخواہ الزام لگادیا گیا۔ اس رپورٹ کے آنے پر لیفٹیننٹ کرنل گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ ہمیں مت کر کے نے ہندو انتہا پسندوں کے خلاف بہت بڑا

فیصلہ کیا تھا، لہذا اس حادثے میں اُسے بھی ٹھک کر دیا گیا ہے۔ ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صورت حال خوفناک ہے۔ چاروں طرف سے ہمارا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ ویسے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چین ہمارا دوست ہے، وہ مشکل میں ہماری مدد کو آئے گا۔ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ چین ہمارا دوست نہیں ہے، وہ اپنے مقاصد کے لیے ہم سے تعلق استوار کیے ہوئے ہے۔ اسے خلیج اور بحیرہ عرب تک ایک راستہ چاہیے، جو پاکستان کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اسی خاطر انہوں نے شاہراہ ریشم، بخوانی اور گوادر پورٹ میں انویسٹمنٹ کی۔ لیکن بہر حال Muslim Fundamentalism کا اندیشہ چین کو بھی ہے۔ چنانچہ اس معاملے میں وہ مغربی دنیا کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو کچھ لال مسجد میں ہوا، اس پر مشرف کو شاباش دینے والا چین بھی تھا۔ اسی طرح افغانستان میں جو کچھ امریکہ اور نیٹو کر رہا ہے، اس میں اُسے چین کی آشریاد بھی حاصل ہے۔ الغرض چین ہمارے ساتھ تعاون کے معاملے میں کوئی بڑا رسک لینے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک طرف صورت حال کی اس قدر سنگینی ہے، دوسری جانب بحیثیت قوم ہمارا حال یہ ہے کہ غفلت میں پڑے ہیں۔ بقول حالی

یہی حال دنیا میں اُس قوم کا ہے  
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے!  
کنارہ ہے دُور اور طوفان ہپا ہے!  
گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے!  
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی  
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

اب اللہ کی طرف رجوع کا راستہ ہی واحد راستہ ہے جس پر چل کر ہم مشکلات سے نکل سکتے ہیں، اور ملک کو بچا سکتے ہیں۔ خدا را اب تو اللہ تعالیٰ کا دامن تمام لیجئے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ جائیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ وہ ضرور ہماری دست گیری فرمائے گا۔ وہ خود فرماتا ہے: اے نبی! جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو فرمائیے کہ میں قریب ہی ہوں اور ہر دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں۔“ (البقرہ: 186) لیکن ساتھ ہی فرما دیا کہ ”فلیستعجبوا لی“ ”نہیں بھی چاہیے کہ میرا کہنا مانیں۔“ یعنی میرے احکام پر چلیں، میری مرضی پوری کریں اور ”فلہو موعی“ ”اور مجھ پر ایمان رکھیں۔“ امریکہ پر ایمان نہ رکھیں، وسائل و ذرائع پر بھروسہ نہ کریں، ہتھیاروں پر اپنا دارومدار نہ رکھیں، بلکہ اُن کا سارا توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ ہمیں یہ بات جان لینا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق

استوار کریں گے تو وہ مدد کو آئے گا۔ یاد رکھیے، اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ وہ حضور رحیم کے ساتھ ساتھ ذواتِ قائم بھی ہے۔ وہ انتقام اور بدلہ بھی لیتا ہے۔ ہمارے ہاں بعض لوگ ہیں جو اخبارات میں کالم لکھتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے پاکستان تو باقی رہے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ بھول گئے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے مگر بالآخر جرائم کی پاداش میں پکڑ بھی لیتا ہے، اور جب اللہ پکڑتا ہے تو اُس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔

ان حالات ہمارا میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ توبہ کریں۔ توبہ کی ابتدا اس بات سے ہوگی کہ آپ کی زندگی میں جو بھی غلطی ہے مثلاً جھوٹ، دھوکہ، مکاری، قسین، بے پردگی، رشوت خوری، سودی لین دین وغیرہ ان سب کو چھوڑ دیں اور شریعت کے احکام کی پابندی کریں۔ تب آپ کہہ سکیں گے، پروردگار، میں توبہ کرتا ہوں، میری توبہ قبول فرما۔ یہ تو انفرادی توبہ ہے۔ اس کے ساتھ دوسری طرف اجتماعی توبہ ہے۔ اجتماعی توبہ تو ظاہر ہے کہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن اس کے لیے قوم کو تیار کرنے کی جدوجہد میرے اور آپ کے اختیار میں ہے۔ ہم میں سے ہر شخص عزم مصمم کرے کہ آج سے اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی کسی شے کی طرف میں رخ نہیں کروں گا۔ دوسرے یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کو یہاں قائم کرنے کے لیے اپنا تن من و دھن لگا دوں گا اور اس کے لیے کسی جماعت میں شامل ہوں گا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام انفرادی طور پر یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے جماعت درکار ہے، حزب اللہ چاہیے۔ حضور نے مکہ میں 13 سال دعوت دے کر، تربیت دے کر، تزکیہ کر کے، افراد کو منظم کر کے ایک حزب اللہ قائم کی تھی۔ ہمیں بھی آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے حزب اللہ بنانی ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ تنظیم اسلامی ہی میں آجائیں کہ یہی ایک جماعت ہے، بلکہ آپ سوچیں، غور کریں اور خود طے کریں کہ آپ کو کس جماعت میں شامل ہونا ہے، لیکن غلبہ دین کی جدوجہد میں کسی نہ کسی جماعت کو ضرور اختیار کیجئے۔ اس لیے کہ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ جماعت کے بغیر اسلام نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: مسلمانوں میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دے رہا ہوں۔ اللہ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے۔ جماعت کا، سبوح و طاعت کا، ہجرت کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کا۔ اگر آپ غلبہ دین کے لیے اجتماعی جدوجہد میں شریک ہو جاتے ہیں، تو قوم کو بیدار کرنے میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں تو یہ گویا اجتماعی توبہ کے اندر آپ کا حصہ ہوگا۔ قوم اگر جاگ گئی اور ہوش میں آگئی، اللہ کی طرف رجوع ہو گئی تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ قوم یونسؑ والا معاملہ (باقی صفحہ 4 پر)



## اندھے کی بصیرت

وسیم احمد

میں نے ایک پیدائشی اندھے سے خصوصی انٹرویو دینے کی درخواست کی تو وہ ایسے پھٹ پڑا جیسے میں نے اس کی ڈکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔ بولا جس معاشرے میں ہم جیسے لوگوں کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے، وہاں تم میرا انٹرویو کر کے کیا کرو گے۔ میں نے عرض کیا، دیکھو بھائی، ہم تو آپ لوگوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔ آپ کو ”پیشل پینل“ کا درجہ دے رکھا ہے۔ سال میں ایک دن سفید چٹری کے نام سے منسوب ہے۔ کسی بھی راہ چلتے اندھے شخص کو اپنے قیمتی وقت سے کچھ وقت نکال کر سڑک بھی پار کروا دیتے ہیں۔ اور آپ لوگ کیا چاہتے ہو؟ وہ بولا، اندھے افراد کی جتنی تحقیر ہمارے معاشرے میں کی جاتی ہے اس کی پوری دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ جس اندھے کو ”الف کا نام کوکو“ بھی نہ آتا ہو، اسے تم ”حافظ جی، حافظ جی“ کہہ کر بلاتے ہو۔ جو آپ کی بات نہ سمجھ پائے اسے ”مخمل کا اندھا“ کہتے ہو۔ اندھوں میں کانٹا راجا، اندھا کیا جانے بسنت کی بہار جیسی ضرب الامثال ہماری تحقیر نہیں تو کیا ہے۔ اندھا قانون، اندھا قتل اور اندھی گولی جیسی بھیانک تشبیہات اندھوں سے ہی کیوں منسوب کی جاتی ہیں۔ آپ کے معاشرے میں تو ہماری عورت کی بھی کوئی عزت نہیں۔ میں نے کہا، وہ کیسے بولا آپ لوگوں نے کسی حکومت کی لوٹ کھسوٹ کا ذکر کرنا ہوتا ہے کہتے ہو، انہوں نے آتے ہی ”انی پادتی اے“۔ یہ ہماری عورتوں سے زیادتی نہیں تو کیا ہے۔

ابھی وہ بھڑاس نکال ہی رہا تھا کہ میں نے عرض کیا: جناب میں انٹرویو کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ وہ بولا، دیکھو، بھائی میں آنکھوں سے اندھا ہوں، دل کا اندھا نہیں ہوں۔ میں اپنے گروپیش کے حالات و واقعات کا جائزہ حکمرانوں کے بیانات اور میڈیا کے ذریعے نشر ہونے والے پروگراموں سے لیتا ہوں۔ لیکن چونکہ دل کا اندھا نہیں ہوں لہذا دل کی باتوں کو بھی پس پشت نہیں ڈالتا۔ اگر تم میری ظاہری جسے تم زمینی حقائق پر مبنی سوچ کہتے ہو اور میری دل کی بصیرت پر مشتمل خیالات سننے کے متحمل ہو سکتے ہو تو میں حاضر ہوں۔ میں نے جھٹ سے پہلا سوال کیا کہ آپ کے خیال میں ممبئی

میں دہشت گردی کے واقعات کی ذمہ داری پہلے پاکستان اور ISI اور بعد میں لشکر طیبہ اور جماعت الدعوة پر کیوں ڈالی جا رہی ہے؟ وہ بولا پاکستان چونکہ القاعدہ اور اس کے راہنماؤں کی محفوظ پناہ گاہ ہے، پوری دنیا میں دہشت گردوں کی نرسری ہمارے قبائلی علاقوں میں ہے۔ یہاں کے مدارس میں دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ لشکر طیبہ اور جماعت الدعوة کے مجاہدین نے چونکہ بمبئی قازنگ کے واقعات میں حصہ لیا ثبوت بھارتی حکومت کو مل گئے ہیں جو انہوں نے UNO سلامتی کونسل کو دیے۔ انہوں نے فوری طور پر جماعت الدعوة وغیرہ پر پابندی کی سفارش کی۔ ہمارے محب وطن حکمران چونکہ پاکستان کو دہشت گرد ملک ڈیکلیر نہیں کروانا چاہتے تھے، لہذا انہوں نے فوری طور پر مذکورہ جماعتوں پر پابندی لگا دی اور بس۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی باطنی بصیرت اس حوالے سے کیا کہتی ہے۔ وہ بولا اس کی کون سننا ہے۔ میں نے کہا، پھر بھی آپ بتائیے۔ وہ بولا، میرا دل یہ کہتا ہے کہ یہود و ہنود کے اتحاد کو جس کی سرپرستی امریکہ بہادر کر رہا ہے، پاکستان کا وجود روز اول سے ہی اچھا نہیں لگتا۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اسلامی دنیا کی واحد ایٹمی قوت ہے اور یہاں سے اٹھنے والی ایک تحریک نے افغانستان میں اسلام کا احیاء کر دیا تھا، انہیں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی خرابیوں کا ذمہ دار قرار دے کر میڈیا دار کے ذریعے ان کے گرد گھیرا نگ کیا جائے اور موقع ملے ہی کسی نہ کسی طرح انہیں ایٹمی قوت سے محروم کر دیا جائے، تاکہ نور اسلام کی کونہل یہاں سے پھوٹنے نہ پائے۔ اسی لیے بھارت راہ چلتے کیلے کے چھلکے سے پھسل کر گرنے والے شخص کی ذمہ داری بھی پاکستان اور ISI پر ڈال دیتا ہے۔

میرا اگلا سوال تھا کہ پاکستانی حکومت قبائلی علاقوں میں قیام امن کے لیے مقامی طالبان سے مذاکرات کیوں نہیں کرتی؟ وہ بولا، زمینی حقائق کے مطابق مقامی طالبان شدت پسند ہیں۔ وہ لڑکیوں کے سکولوں کو آگ لگانے، لوگوں کو اغوا کرنے اور سیکورٹی فورسز کو بلا اشتعال قازنگ کا نشانہ بنانے جیسے گھناؤنے افعال کے مرتکب ہیں۔ ان سے مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ ان کا علاج صرف اور صرف آپریشن

ہے۔ قبائلی علاقوں میں شری پسندوں کا صفایا کر کے ہی حکومتی رٹ قائم کی جا سکتی ہے۔ لیکن میرا دل یہ کہتا ہے کہ اگر جذبے سچے اور ارادے نیک نیتی پر مبنی ہوں تو مقامی طالبان سے مذاکرات ہو سکتے ہیں اور وہ کامیاب بھی ہو سکتے ہیں۔ ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شمالی اور قبائلی علاقوں میں قانون ہاتھ میں لینے اور بد امنی پھیلانے والے افراد مقامی طالبان نہیں بلکہ ”را اور ”موساڈ“ کے ایجنٹ ہیں، جو مقامی طالبان کے روپ میں پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے اور پاکستان کو 1971ء جیسے کسی سانحے سے دوچار کرنے کے لیے نیٹو فورسز کی مکمل آشریہ باد سے پاکستان کے مخلص عوام اور افواج پاکستان کو لٹا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں حکومت اور قبائلی عمائدین کے درمیان معاہدہ طے پاتا ہے وہاں یہ شری پسند عناصر ایکشن کر کے امن عمل کو متاثر کرتے ہیں۔ ”را“ اور ”موساڈ“ کے ان ایجنٹوں اور نیٹو فورسز کی ملی جھگت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہو کہ پاک فوج کے جوان جب حقیقی شری پسندوں کے ٹھکانوں کی نشاندہی نیٹو فورسز کو کرتے ہیں تو وہ ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیتی، البتہ وہ نپتے عوام، دینی مدارس اور امن جڑگوں پر میزائل افیک اور خودکش حملے ضرور کرواتی ہیں۔

اس سے پہلے کہ اندھا شخص نیٹو فورسز کی سازشوں سے مزید پردے اٹھاتا، میں نے اگلا سوال کیا کہ آپ کے خیال میں پاکستان کے شہر کراچی میں طالبان تزیین کا کوئی خطرہ ہے؟ اندھا شخص بولا زمینی حقائق سے باخبر لندن میں مقیم قائد متحدہ کو تو کراچی میں شاید طالبان تزیین کا خطرہ محسوس ہو رہا ہو لیکن دل کی تھوڑی سی بصیرت رکھنے والا شخص بھی یہ جانتا ہے کہ کراچی ایسا شہر ہے جس میں مقامی دینی قوتیں عرصہ دراز سے ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر بھی ایم کیو ایم کا سحر نہیں توڑ سکیں تو مٹھی بھر طالبان وہاں کیسے اپنے قدم جما سکتے ہیں۔ اندھا شخص بولتا جا رہا تھا، اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ایسی باتیں وہ شخص کر رہا ہے جو آنکھوں کی بصارت سے محروم ہے، وہ جدید علوم بھی اسی عارضے کے سبب حاصل نہیں کر سکا، لیکن یہی آسان سی باتیں ہمارے روشن خیال جدید تعلیم یافتہ حکمران ٹولے کو کیوں سمجھ نہیں آتیں۔ لہذا میں نے اس سے اپنا، عزیزوں، رشتے داروں، گروہ نواح میں سب کا خیال رکھنے اور آئندہ آپ سے بات ہوتی رہے گی کے وعدے کے ساتھ اجازت مانگی تو وہ فوراً بولا، ٹھہرو یہ جس شخص کا تکیہ کلام تم دہرا رہے ہو اگر ہو سکے تو اسے بتانا کہ اتنے لوگوں کا خیال رکھنے کی بجائے تم صرف اپنی عزت کا خیال رکھا کرو۔



## یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں ”ہنود“

شادی بیاہ کی ناروارسومات کا تذکرہ

سلیم رؤف

ناروارسومات کے متعلق لوگوں سے پوچھا جائے تو بعض سادگی سے کہہ دیتے ہیں کہ دراصل ہمارے باپ دادا کافی عرصہ ہندوؤں کے ساتھ رہے ہیں، اس لیے جہیز، بارات، سلامی، مہندی، مائیاں، باجے، سالگرہ اور بسنت وغیرہ سب انہی سے سیکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں، اے عقل کے اندھوا وہ بھی ہمارے ساتھ اتنا عرصہ رہے ہیں۔ انہوں نے ہم سے کچھ نہیں سیکھا۔ کیا وہ نمازیں پڑھتے ہیں؟ کیا وہ روزے رکھتے ہیں؟ کیا وہ داڑھیاں رکھتے ہیں؟ ایک ہم ہیں کہ ان کی ہر ادا پر مرے مٹے جا رہے ہیں۔

ناج گانے کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ دو تین ”شریف آدمی“ دیوار کے ساتھ لگے، آپس میں کچھ سرگوشیاں کرنے لگے۔ ان کے تاثرات سے پتہ چل رہا تھا کہ انہیں یہ سب کچھ اچھا نہیں لگا۔ ایک صاحب کہنے لگے ”یہ تو کچھ بھی نہیں، یہی لڑکیاں اور چند لڑکے کل رات مہندی لے کر لڑکے کے گھر آئے۔ ساتھ ہی میرا گھر ہے، ساری رات ہم سو نہیں سکے۔ پورے محلے کے لڑکے اور لڑکیاں استقبال کے لیے سڑک پر کھڑے تھے۔ جونہی بس چوک میں رکی۔ اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔ پہلے رنگ کے لباس، کھلے اور لہراتے ہوئے ہال، ہاتھوں میں موم بتیوں کے تھال، ڈفلیاں اور اونچی اونچی آواز میں انڈین گانوں کی گونج سے سارا محلہ جاگ اٹھا۔ چھوٹے بڑے سبھی مکانوں کی چھتوں اور کھڑکیوں سے یہ منظر دیکھنے کے لیے اٹھ آئے۔ ڈلہا میاں کے گھر پہنچتے ہی جیسے سب کو کرنٹ چھو گیا، یعنی بڑیک ڈانس شروع ہو گیا۔

ایک ”حاجی صاحب“ بڑی رعب دار آواز میں گرجے۔ لڑکے سارے باہر نکل جائیں، سوائے ویڈیو والوں کے۔ حیرت ہے! کیا ویڈیو والوں کی جنس مشکوک تھی کہ ان کے علاوہ سب کو باہر نکال دیا گیا اور اس بڑے کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا، پھر اللہ جانے اندر کیا ہوا۔ وہ تو بعد میں جنہیں باہر نکالا گیا تھا، ان کی زبانی پتہ چلا کہ ویڈیو سنٹر پر سب نے ایک ایک لڑکی کا ڈانس کئی کئی مرتبہ دیکھا۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک بہت ہی افسوس ناک خبر چھپی تھی کہ اس طرح مہندی کے موقع پر بنی ہوئی مختلف گھروں کی کیسٹوں سے، من پسند لڑکیوں کے ڈانس جن کر ایک کیسٹ تیار کی گئی، جس کا نام تھا ”شریفوں کا مجرا“۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے۔“ کچھ اس قسم کی باتیں چند آدمی دیوار کے پاس کھڑے کر رہے تھے۔ جنہیں شاید علم نہیں تھا کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔

اتنے میں سب باراتی ہال میں لگی کرسیوں پر بیٹھنا شروع ہو گئے۔ تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کرسیاں کم پڑ گئیں۔ چند بیروں نے بڑی پھرتی سے کالی بوتلیں تقسیم کرنا شروع کر دیں مگر ”تجربہ کار“ حضرات بوتلیں لینے سے انکار کر رہے تھے۔ سٹیج پر دولہا کے دائیں طرف مولوی صاحب آ کر بیٹھ گئے، جو کافی دیر سے بارات کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ میرے خیال میں سب سے پہلے وہی آئے۔ میں اسی وقت سے تاڑ میں تھا کہ آیا وہ نماز پڑھتے ہیں یا نہیں۔ لیکن اٹھائی دکھ ہوا کہ انہوں نے معمولی فیس اور ایک وقت کے کھانے کی خاطر اتنا اہم فریضہ ترک کر دیا، دوسرے بے شمار لوگوں نے نماز نہ پڑھی، مگر ان کا بہت ڈکھ ہوا کہ خود ہی دوسروں کو درس دیتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے فرمایا: بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔“ اس موقع پر وہ حدیث یاد آئی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی رات میں نے بہت سے آدمی دیکھے جو آگ کی قینچیوں سے اپنے ہونٹ کاٹ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل ایہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔“

شادی ہال کے دفتر کے ساتھ ہی دلہن کے لیے ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا ہے۔ دلہن کو بیوٹی پارلر سے لا کر سیدھا اسی کمرے میں بیٹھا دیا گیا۔ ویڈیو والوں کی پھرتی دیکھیں، دروازہ کھولا اور اندر۔ اللہ بیڑا غرق کرے ان بیہودہ رسموں کا کہ عروسی لباس میں ملبوس دلہن کو ابھی دولہا بھی دیکھنے نہ پایا

تھا کہ ویڈیو والے کئی کئی زاویوں سے دلہن کے چہرے کے مختلف پوز دیکھ رہے تھے۔

خطبہ نکاح شروع ہوا اور فوری ختم ہو گیا۔ شاید ہی کوئی خوش نصیب ہو جس نے توجہ سے سنا ہو۔ دولہا میاں دستخط کرنے لگے تو مولانا صاحب بولے، ٹھہرو میاں! کیرہ تو ادھر آ لینے دو۔ پھر دعا ”پڑھی“ گئی۔ پورے مجمع نے اٹھنا ہی بے توجہی کا مظاہرہ کیا۔ ہاتھ منہ پر پھیرتے ہی ایک شور بلند ہوا، مبارک ہوا مبارک ہو۔ اسی دوران ایک شرمناک بات دیکھنے میں آئی کہ انڈین فلموں کی پیداوار ایک بچہ اپنے باپ سے پوچھنے لگا۔ پاپا! نکاح ہو گیا؟ وکی بیٹے! نکاح تو ہو گیا، باپ نے جواب دیا۔ بچہ بولا! پاپا! دولہا اور دلہن نے ابھی پھیرے تو لگائے نہیں۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ایک صاحب تھیلا پکڑے چھوٹے چھوٹے بند پیکٹ ہانٹنے لگے۔ اچھے بھلے سمجھ دار حضرات بھی چھینا چھٹی میں مصروف تھے۔ جس میں دو عدد چھوہارے، دو بادام، ایک سستی سی ٹائی اور تھوڑی سی میٹھی سونف تھی۔ چیزیں دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ دیکھو خود ”منڈے والے“ کیا لائے ہیں اور لڑکی والوں کے ذمہ قورمہ، روسٹ، مچھلی، پلاؤ، سیخ کباب، روغنی نان، آئس کریم، بوتلیں اور چاٹ وغیرہ لگا دیا ہے۔ کیا یہ سب کچھ کھاتے ہوئے انہیں شرم نہ آئے گی کہ ہم کیا لائے ہیں اور یہاں کیا اڑا رہے ہیں؟

اتنے میں دو بھانڈ اپنی مخصوص آواز نکالتے ہوئے (جوڑیاں سلامت رہیں) اسٹیج پر آ گئے۔ پہلے تو انہوں نے سیاسی لیڈروں کی جگت بازی کا ایسا نشانہ بنایا کہ ہر کوئی ہنسی کا گول گپا بنا ہوا تھا۔ بعد میں ان خالموں نے جنت، دوزخ، حوروں اور فرشتوں کا تسخراڑا نا شروع کر دیا۔ مگر کسی کی غیرت نہ جاگی۔ سب اسی طرح لوٹ پوٹ ہو رہے تھے اور نئے نوٹ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ اللہ ہدایت دے ان بد بختوں کو جو اس قسم کے مذاق کرتے ہیں اور جو سامنے بیٹھے داد دیتے ہیں۔

اچانک آواز آئی ”روٹی کھل گئی ہے“ آواز کیا آئی، جیسے جیل کا دروازہ کھل گیا ہو۔ کرسیاں دھڑم دھڑم گرنے لگیں، لوگ کرسیاں پھلانگ کر ڈانٹنگ ہال کی طرف بھاگے اور کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے فوج کو دشمن پر حملے کا حکم دیا گیا ہو، بلکہ گدھوں اور چیلوں کی طرح کھانے کی طرف لپکے جیسے کئی دنوں سے بھوکے ہوں۔ اسی



دھکم پھیل میں برتنوں والی میز گر گئی۔ بے شمار پلیٹیں ٹوٹ گئیں کھانا کم تھا اور لوگ زیادہ۔ منٹوں میں تمام ڈشیں خالی ہو گئیں۔ ”تجربہ کار“ حضرات اپنی اپنی پلیٹوں پر گوشت کے چھوٹے چھوٹے گنبد بنائے ایک طرف ہو گئے۔ شاید ویڈیو والوں سے چھپتے پھر رہے تھے۔ کچھ کے ہاتھوں میں پکڑی خالی پلیٹیں ان کا منہ چڑھ رہی تھیں۔ کچھ وہ تھے، جنہیں خالی پلیٹ بھی نصیب نہ ہوئی۔ پھر جہاں سے ڈش خالی ہو کر گئی واپس نہ آئی بلکہ راستے میں ہی لوٹ لی جاتی۔

عجیب صورتحال ہوتی ہے اس وقت کہ وقت کم اور مقابلہ سخت۔ ہر شخص ”ہینڈل والی بوٹی“ دبوچنے کی کوشش کرتا ہے۔ محنت طلب بوٹی پلیٹ میں آ جائے تو اسی رفتار سے زمین پر پھینک دی جاتی ہے۔ اگر فرش پر پڑی آدمی اور پوری بوٹیاں اکٹھی کی جائیں تو میرا اندازہ ہے کہ کم از کم ایک سو کے قریب ”انسان“ پیٹ بھر کر کھالیں۔ لیکن چونکہ ہر شخص گھر سے منصوبہ بندی کر کے آتا ہے کہ دولہا کو اگر سو روپیہ دینا ہے تو پوری کسر نکال کر آئی ہے۔ کوئی ان عقل کے اندھوں سے پوچھے کہ جب تم نے دولہا کی گرم کی اور بیڑا لڑکی والوں کا غرق کر رہے ہو۔ بعض حضرات کے کپڑے پر جا بجا سالن کے دھبے، اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ صاحب زندگی میں پہلی مرتبہ خون پسینے کی کمائی کھا رہے ہیں۔ پھر ایک راز کی بات بتاؤں، شادی ہال کے مالک نے بیروں کو تاکید کی ہوئی ہے کہ جب کھانا کس کے حساب سے طے ہو تو ہاتھ روک کر رکھا کریں۔ اس طرح کمال کاریگری سے دو سو افراد کا کھانا چار سو کو کفایت کر جاتا ہے۔

اچانک میری نظر پڑی کہ ساتھ ہی عورتیں کھانا کھا رہی ہیں۔ افسوس! بڑی پردہ دار خواتین بھی شادی ہال میں بے پردہ ہو جاتی ہیں۔ اچھے خاصے مذہبی گھرانے کی لڑکیاں جن کی صورتیں کوئی ہمسایہ بھی نہیں دیکھ پاتا، یہاں ہر کوئی ان کے چہرے پر نظریں گاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جن پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے، وہ یہاں بھی پورے پردے کے ساتھ آتی ہیں مگر افسوس! جو گھر میں دیور اور جیٹھ سے بھی کچھ مانتے ہوئے شرماتی ہیں، انہیں بھی یہاں ایک اجنبی بھرا کھانا کھلاتا ہے (حالانکہ ”بھرا“ ہوتا ہے اندھا نہیں ہوتا) اور ویڈیو والا تو کیمرے کی آنکھ سے کتنی دیر گھورتا رہتا ہے، حالانکہ اس موقع کے علاوہ کسی کی بہن یا بیٹی کو کوئی اس طرح گھورے تو شاید اس کی آنکھیں نکال دی جائیں۔

پھر بے مروت مہمانوں کی طرح سب نے ہاتھ دھوئے اور آہستہ آہستہ کھسکتا شروع ہو گئے۔ عورتیں

کھانے سے فارغ ہو کر ”بری“ کی نمائش کے لیے اکٹھی ہو گئیں۔ سٹیج پر کھڑی ایک عورت منفرد مسائل کے ساتھ لہک لہک کر چیزیں دکھا رہی تھی، یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے ہی پہنے ہوئے کپڑوں اور زیور کی نمائش کر رہی ہو۔ دور سے اذان کی آواز آئی۔ ایک نیک بخت نے فوراً ساڑھی کے پہلو سے اپنا سر ڈھانپ لیا، دوسری پلو کھینچتے ہوئے بولی اری! اللہ میاں کو نہیں پتہ کہ آج ہم بارات کے ساتھ آئی ہوئی ہیں۔

### ”شرم تم کو مگر نہیں آتی“

رحمتی کے وقت ماں باپ، بھائی بہنیں سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے سوائے دلہن کے، شاید اسے بیوٹی پارلر والی کی تاکید یاد آ گئی ہو کہ ”اگر رونا آ گیا تو میک اپ کی کوئی گارنٹی نہیں ہوگی اور پانچ ہزار روپے میں سے ایک پائی بھی واپس نہیں کروں گی“۔ آخر میں لڑکے والے دلہن اور دوٹرک ”مال غنیمت“ سمیٹنے کے بعد بڑے فاتحانہ انداز میں ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے ایک نامعلوم مقام کی طرف فرار ہو گئے۔ اتنا سامان دیکھ کر حیرت ہوئی کہ دیکھو جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم نہیں تھا، وہاں تو بچی کو بہت کچھ دیا گیا مگر جائیداد کی تقسیم کے وقت، جہاں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم موجود ہے، وہاں بیٹی کو کچھ نہیں دیتے۔ حالانکہ اس کا حصہ خود اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ شاید ہم لوگوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا جو بھی حکم ہوگا ہم نے اس کے خلاف چلنا ہے۔

بھائی اور بہن! اب میں اس بات کی طرف آتا ہوں جس کے لیے اب تک آپ کو اتنی زحمت دی۔ پہلی بات تو یہ کہ اسلام میں بارات کا کوئی تصور نہیں اور نہ ہی جینز کا کوئی تصور ہے۔ اسلام نے نکاح کو آسان تر اور بدکاری کو مشکل ترین بنایا ہے۔ افسوس! ہم سب نے ہندوانہ رسم و رواج کی تقلید میں نکاح کو مشکل ترین اور بدکاری کو آسان تر کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! جن سفید پوش بچیوں کے ماں باپ کے پاس اتنی بڑی فوج کو کھانا کھلانے کے لیے پیسے نہیں، ٹرکوں پر لاد کر دینے کے لیے سامان نہیں، جن کی بچیاں والدین کے گھر بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں اور جو دن رات والدین کے قدموں سے لیٹ لیٹ کر تمہاری جان کو رو رہی ہیں، جو کسی غیرت مند نوجوان اور اس کے غیرت والے والدین کی راہ تک رہی ہیں۔ کیا میدان حشر میں ہم میں سے ایک ایک کا گریبان ان لڑکیوں کے ہاتھوں میں نہیں ہو گا؟ کیا وہ چیخ چیخ کر اپنے رب کے حضور جھکڑا نہیں کریں گی

کہ مولا! یہ ہیں وہ ظالم جنہوں نے ہماری دنیا اجاڑ دی؟ الہی! اس وقت ہم بے بس تھیں مگر آج ہم ایک ایک سے بدلہ لے کر چھوڑیں گی۔ بھائی اور بہن! سوچو! کیا اللہ ان سے انصاف نہ فرمائے گا؟

نبی ﷺ نے تو حکم دیا کہ ”نکاح مسجدوں میں کرؤ“۔ آج کہاں ہیں اس نبی ﷺ کے ماننے والے؟ کیا امتی کا یہی کام ہے کہ وہ مسجد میں نکاح کا سن کر مذاق اڑائے۔ کبھی سوچا یہ کس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ظالموں کی عیسائی تو اپنے نکاح گرجا گھروں میں کر کے فخر محسوس کریں اور امت محمدیہ ﷺ مسجد میں نکاح کو تو ہین تصور کرے پھر اگر کوئی کہے کہ میری بیٹی کیا سوچے گی تو اے عشق مصطفیٰ ﷺ کے دعویدار اور رحمت دو عالم ﷺ کی لخت جگر اور پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح تو مسجد میں ہو اور کیا ہم اپنی بیٹی کو جنتی عورتوں کی سردار سے (معاذ اللہ) زیادہ عزت والی سمجھتے ہیں؟

پھر اگر کوئی کہے کہ اس وقت اتنی تعلق داریاں نہیں تھیں اور آج کل چار پانچ سو افراد کے بغیر بارات لے جانا ممکن نہیں۔ تو اللہ کی قسم! ان الفاظ سے ہم کہیں تو تین رسالت کے مرتکب نہ ہو رہے ہوں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے پر زعفران کا نشان دیکھ کر حضور ﷺ نے پوچھا تو عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نکاح کر لیا ہے۔ بھائی اور بہن! کچھ تو سوچو! حضرت عبدالرحمن بن عوف جیسے جلیل القدر صحابی کا نکاح تو نبی پاک ﷺ کے بغیر ہو جائے اور کیا وہ فوج جس کے بغیر ہمارا نکاح نہیں ہوتا، اس کا رتبہ (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر ہے؟

پھر کچھ بد نصیب بہن بھائی ایسے ہیں کہ شادی کی دعوت نہ دو تو ملنا جلنا ہی ترک کر دیتے ہیں، وہ بھی اپنی اس جہالت پر غور فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جریرؓ سے فرمایا: شادی کر لو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! شادی تو میں نے کر لی۔ قربان جاؤں اس ذات پر! کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے ناراضی کا اظہار کیا ہو کہ تم نے ہمیں اپنی شادی پر کیوں نہیں بلایا؟ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محسوس تک نہ کیا، تو ہم ایسے موقع پر قطع تعلق کر کے اپنی کیا حیثیت ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

بھائی اور بہن! آج رحمت دو عالم حضرت محمد ﷺ کے طریقے کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہم ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں بلکہ بھگت رہے ہیں۔ کیا کسی ایسے گھر کی نشاندہی کر سکتے ہو (الاماشاء اللہ) (باقی صفحہ 12 پر)



☆ سعودی عرب کی ثالثی میں امریکہ سے طالبان کے مذاکرات کا پروپیگنڈا طالبان اور ان کے جہاد کو کمزور کرنے کے لیے کیا گیا

طالبان کبھی ایسے مذاکرات کا حصہ نہ تھے اور نہ وہ ایسا چاہتے ہیں

☆ قندھار کے دوسرے قبائل کے علاوہ خود کرزی کا قبیلہ اور اس کے سردار بھی طالبان کے ساتھ ہیں

☆ طالبان کامیاب ہو رہے ہیں اور امریکی و نیٹو فوج کو شکست کا سامنا ہے

طالبان کی مجلس شوریٰ کے رکن اور سابق گورنر قندھار ملا محمد حسن رحمانی کی ڈیلی ٹائم کے نمائندے سید سلیم شہزاد سے گفتگو

شور ہوتا ہے، لیکن ابھی تک وہ اس پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے، بلکہ کوئی خاص زور دار حملہ بھی نظر نہیں آتا سوائے اس سال جیل توڑنے کے واقعہ کے، اس کی وجہ؟

ج: یہ جنگی عمل ہے۔ کبھی طالبان قندھار کے نواح میں کافی علاقہ پر قابض ہو جاتے ہیں تو وہ قندھار پر قبضہ کا اندازہ لگاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک وہ قندھار پر قابض نہیں ہو سکے۔

س: طالبان کو بدنام کیا گیا ہے کہ انہوں نے قندھار میں بے پردہ خواتین پر تیزاب پھینکا۔ حقیقت کیا ہے؟  
ج: یہ طالبان کو بدنام کرنے کا پراپیگنڈا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کس نے تیزاب پھینکا؟ کسی پر تیزاب پھینکا تو مرد ہو یا عورت طالبان کا عمل نہیں ہے۔ طالبان کسی ایسے عمل میں شریک نہیں ہو سکتے۔

س: مغربی میڈیا نے پھیلا یا ہے کہ طالبان نے افغانستان میں اسلامی قوانین نافذ کیے ہوئے ہیں حالانکہ ان کی حکومت کہیں نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو زبردستی اسلام پر عمل کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ میوزک وغیرہ زبردستی بند کیا جا رہا ہے اور زبردستی داڑھیاں رکھوائی جا رہی ہیں اور پگڑیاں باندھنے کا حکم ہے۔ کیا کہیں ایسی صورت حال ہو رہی ہے؟

ج: حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مدافعت اور جہاد کا زور ہے۔ تمام تر توجہ مدافعت پر ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اسلامی نظام نافذ کرنے پر بھی زور ہے۔ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی اسلامی شریعت پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی متحرک کرے۔

س: طالبان نے نیٹو کی سپلائی لائینز کو سبوتاژ کرنے کا

جو طالبان کے دور حکومت میں ننگر ہار کے گورنر تھے اور سید طیب آغا جو ملا عمر کے سیکریٹری ہیں کا نام لیا ہے کہ وہ سعودی عرب گئے اور شاہ عبداللہ کے ساتھ کھانا کھایا، کیا یہ سچ ہے؟ اگر ہاں تو کس مقصد کے لیے؟

ج: یہ بالکل غلط ہے۔ نہ مولوی عبدالکبیر اور نہ سید طیب آغا سعودی عرب گئے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ رمضان شریف کے آخری دنوں پاکستان میں سابق

اس وقت مدافعت اور جہاد کا زور ہے۔

ہماری تمام تر توجہ مدافعت پر ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اسلامی نظام کے نفاذ پر بھی پوری توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں

طالبان سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کو اظہار دعوت دی گئی تھی۔ لیکن میڈیا نے اس بات کو یہ کہہ کر اچھا لاکہ طالبان سے سعودی ثالثی میں مذاکرات شروع ہو گئے ہیں۔ یہ سب پروپیگنڈا صرف طالبان اور ان کے جہاد کو کمزور کرنے کے لیے کیا گیا، حالانکہ طالبان کسی ایسے مذاکرات کا حصہ نہ تھے اور نہ وہ ایسا چاہتے ہیں۔

س: آپ ملا عمر کے قریبی نائب ہیں اور شوریٰ کے بھی ممبر ہیں۔ یہ بتائیے کہ کیا وہ اب بھی افغانستان سے طالبان کو کمانڈ کر رہے ہیں؟

ج: ملا محمد عمر مجاہد اب بھی مجاہدین کے کمانڈر ہیں۔ وہ اب بھی طالبان کے لیڈر اور ان کے معاملات کے مکمل انچارج ہیں۔

س: ہر سال قندھار کے طالبان کے ہاتھوں میں آنے کا

س: یہ بتائیے کہ آپ طالبان کی تحریک سے کیسے وابستہ ہوئے؟ صوبہ قندھار کے گورنر کیسے بنے؟ اب تحریک طالبان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟

ج: میرا نام حسن رحمانی ہے۔ میں صوبہ قندھار کا سابق گورنر ہوں۔ میں تحریک طالبان سے شروع میں ہی ملحق ہو گیا تھا۔ یہ اسلامی تحریک تھی۔ میں جہاد میں شامل ہو گیا تھا، اس لیے اس میں بھی شامل ہو گیا۔ بعد میں جب کچھ علاقہ طالبان کے قبضہ میں آیا تو مجھے قندھار کا گورنر نامزد کر دیا گیا اور آخر تک میں اس عہدہ پر رہا۔

س: آپ نے اپنی تعلیم کہاں کہاں حاصل کی؟  
ج: مختلف جگہوں اور مختلف مدرسوں میں، افغانستان، پشاور اور کوئٹہ وغیرہ میں۔

س: آپ ملا عمر کے بہت نزدیک ہیں اور ان کی مجلس شوریٰ کے بھی رکن ہیں، یہ بتائیے کہ مغربی میڈیا طالبان کے ساتھ سعودی عرب کے امن مذاکرات کا ذکر کیوں بڑھا چڑھا کر رہا ہے اور ایک خبر یہ بھی ہے کہ سعودی عرب نے ملا عمر کو پناہ دینے کی پیشکش کی ہے؟

ج: آج صورت حال یہ ہے کہ طالبان کامیاب ہو رہے ہیں اور امریکی و نیٹو فوج کو شکست کا سامنا ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ طالبان کو کہیں الجھا دیا جائے اور ان کے ذہن کو پریشان کیا جائے۔ اسی لیے کبھی وہ مذاکرات کی بات کرتے ہیں، کبھی مصنوعی مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔ طالبان ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور نہ مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔ سعودی عرب کی پیشکش، مکہ کانفرنس ملا عمر کے لیے پناہ کی پیشکش ہمیں بالکل منظور نہیں۔

س: لندن سے جاری ہونے والے جریدہ شرق الاوسط نے غالباً طالبان کے دو لیڈروں مولوی عبدالکبیر



## بقیہ: یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں ”ہنود“

جہاں سکون کی زندگی بسر ہو رہی ہو؟ میاں بیوی کا جھگڑا، ساس بہو کا جھگڑا، باپ بیٹے کا جھگڑا، طلاقوں کی بھرمار، آوارہ بیٹیاں، نافرمان بیٹے، کاروبار ٹھپ، طرح طرح کی لاعلاج بیماریاں، یہ سب کیا ہے؟ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سے روگردانی کی سزا ہے۔

بھائیو اور بہنو! اللہ کے واسطے آج میری مان لو، چھوڑ دو یہ فضول رسمیں، نہ ناراضی مول لو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی، ابھی وقت ہے، ابھی زندگی ساتھ دے رہی ہے، پچھلے گناہوں کی سچے دل سے توبہ کر لو اور آئندہ پختہ ارادہ کر لو کہ بقیہ پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق بسر کریں گے، اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



## بقیہ: شرمناک تنہائی

اور ظہرانے ایک ایک کر کے منسوخ ہو گئے تو وہ وطن لوٹ آئے۔ یہاں آ کر دلیل دی کہ ”میں بھارتی میڈیا پر اپنا موقف پیش کرنے کے لیے رکا ہوا تھا“۔ یہ گھڑی ہم پر آنا ہی تھی۔ یہ گھڑی اسی وقت ہمارا مقدر ہو گئی تھی جب اپنے عوام کو کیڑے مکوڑے سمجھنے اور اپنی پارلیمنٹ کو ”کے“ دکھانے والے پرویز مشرف نے کولن پاول کے ایک ٹیلیفون کال کی دہلیز پر ماتھا ٹیک دیا تھا۔ 2002ء کے انتخابات کے بعد وجود میں آنے والا سیاسی ڈھانچہ تو خود مرگ خودی کا نوحہ تھا۔ وہ مشرف کو لگام نہ ڈال سکا۔ فروری 2008ء کے انتخابات میں عوام نے ایک دو ٹوک اور غیر مبہم فیصلہ دیا لیکن نئے سیاسی جمہوری بندوبست نے بھی امریکہ کی چاکری کو ہی وسیلہ حکمرانی سمجھا۔ آج عالم یہ ہے کہ ہماری عالمی تنہائی، شرمناکی کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ بھارت اس سے قبل بھی اس نوع کی دو کوششیں کر چکا تھا لیکن سلامتی کونسل کی دو قراردادوں کو چین نے ویٹو کر دیا۔ اب کے ہمارے خلاف آنے والے فیصلے پر چین کی مہر بھی ثبت ہے۔ کسی ایک رکن نے بھی ہمارا ساتھ نہ دیا۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان سلامتی کونسل کا رکن ہوتا تو موجودہ حکومت اپنے نمائندے کو بھی قرارداد کے حق میں ووٹ ڈالنے کا حکم دیتی۔

اقفاد کی گھڑی میں مصیبت زدگان کے غم بانٹنے اور ان کی مدد کرنے والی فلاحی اور رفاہی تنظیمیں بھی دہشت گردی کے جہنم میں چھوٹک دی گئیں۔ ہماری معتبر شخصیات کسی ثبوت کے بغیر دہشت گرد قرار پائیں اور جیلوں میں ڈال دی گئیں۔ ہانکا لگانے والے ہمیں مطلوبہ مقام تک لے آئے ہیں۔ اگر ہمارا انداز حکمرانی یہ ہے تو دیکھتے چاہیے کہ اور کس کس کی گردن میں دہشت گردی کا طوق ڈلتا ہے اور مزید کون کون سی تنظیمیں امن عالم کے لیے خطرہ قرار پاتی ہیں۔ (بشکر یہ روزنامہ ”جنگ“)

## تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم شاہ فیصل / ملیر ٹاؤن کراچی کے امیر جناب اعجاز لطیف حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم تربیت مقرر کیے گئے ہیں۔ مذکورہ تنظیم کے امیر کی تقرری کے امیر تنظیم اسلامی نے رفقہاء کی آراء مقامی امیر اور امیر حلقہ کی سفارش کو پیش نظر رکھتے ہوئے مشورہ کے بعد جناب عبدالجلیل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا ہے

خصوصی انتظام کیا ہے۔ خیبر ایجنسی اور افغان صوبہ جات میں بنگر ہار اور واروک پر کئی حملے کیے۔ اسی طرح کا حملہ حال ہی میں قندھار میں ہوا۔ کیا یہ خاص منصوبہ نیٹو کی سپلائی لائینز کو دائمی تباہ کرنے کا قندھار اور ملحقہ علاقہ سین لولڈک میں بھی ہے؟

ج: طالبان نے افغانستان میں اہم شاہراہوں پر قبضہ کر کے نیٹو کی سپلائی کو سبوتاژ کیا ہے۔ وہ واروک اور قندھار کے درمیان نیٹو کی سپلائی کو تباہ کرنے کے لیے مضبوطی سے تیار ہیں بلکہ تمام افغانستان میں وہ ایسا کرنے میں بہتر پوزیشن میں ہیں۔

س: قندھار، افغانستان کا نہایت اہم صوبہ ہے۔ تاریخی اعتبار سے حکومتی عہدے دار اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمام اہم جنگی سردار قندھار سے ہی ہیں۔ آپ کے ساتھ کتنے قندھاری ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ حامد کرزئی کے اپنے قبیلے والوں نے بھی طالبان کا ساتھ دیا ہے؟

ج: یہ حقیقت ہے کہ قندھاری قبائل طالبان کے ساتھ ہیں۔ حامد کرزئی کے قبیلہ والے بلکہ ان کے سردار بھی طالبان کے ساتھ ہیں۔

س: کیا آپ نام لے کر بتا سکتے ہیں کہ وہ کون کون سے قبائل ہیں جو طالبان کا ساتھ دے رہے ہیں؟

ج: اچکزائی، نور زائی، حاجی زائی، وزیری، بارک زائی، اور کنٹر اور خوست تک پھیلے ہوئے تمام قبائل طالبان کے ساتھ ہیں۔

س: قبیلہ پرویل زائی؟

ج: ہاں پرویل زائی، حشق زائی..... جنہوں نے مخالفت کی طالبان کی..... وہ بھی اب طالبان کے ساتھ ہیں کیونکہ انہیں حامد کرزئی نے دھوکہ دیا ہے۔

س: اگلے سال افغانستان میں صدارتی انتخابات ہونے والے ہیں۔ قندھار کرزئی کا گھر ہے۔ پچھلی دفعہ جب اس نے انتخاب میں حصہ لیا تو کچھ پرانے طالبان نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا، جن میں ملا عبدالسلام راکٹی بھی شامل تھے۔ کیا اب کرزئی کے لیے قندھار میں ووٹوں کے لیے گھومنا پھر ناممکن ہوگا؟

ج: پوری دنیا جانتی ہے کہ اس کی بنیاد یا تائید کوئی نہیں ہے۔ وہ ایک کمزور آدمی ہے۔ کوئی بھی اس بات پر یقین نہیں کرتا کہ کرزئی اس کے لیے مددگار یا فائدہ مند ہوگا۔ اس نے تو امریکہ اور نیٹو کی سپورٹ بھی ضائع کر دی ہے۔ اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کو کوئی چاہے گا جس طرح کہ پچھلے صدارتی الیکشن میں اس کے ساتھ ہوا۔



## بچوں کے اخلاق کو مہذب بنانے کا طریقہ

امام ابو حامد غزالیؒ

بچوں کی اخلاقی تربیت ایک اہم فریضہ ہے۔ بچہ والدین کے پاس (اللہ کی) امانت ہوتا ہے۔ بچے کا دل صاف ستھرا اور سادہ و معصوم ہوتا ہے اور اس کی سطح پر کوئی نقش نہیں ہوتا۔ اور پھر اس کی سطح پر جو نقش بھی کر دیا جائے وہ اسے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر اسے خیر کی تعلیم دی جائے اور نیک اعمال کا عادی بنا دیا جائے تو اس کی نشوونما خیر اور نیک اعمال پر ہوگی اور وہ خود بھی دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کرے گا اور اس کے والدین اور معلمین بھی اجر و ثواب میں شریک ہوں گے۔ اسی طرح اگر اسے برائی کا عادی بنایا جائے اور جانوروں کی طرح اس سے غفلت اور لاپرواہی برتی جائے تو وہ خود بھی دنیا و آخرت کی شقاوتیں سمیٹے گا اور والدین بھی اس کی سزا بھگتیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ  
نَارًا﴾ (التحریم: 6)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“

جب ماں باپ اپنے بچوں کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں تو آخرت کی آگ سے بچانا بطریق اولیٰ ضروری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بچہ کو ادب سکھایا جائے، اس کے اخلاق کی تہذیب و تربیت کی جائے۔ اسے بری صحبت سے دور رکھا جائے۔ آرام طلبی اور عیش و عشرت کے اسباب کو اس کی نظر میں حقیر بنایا جائے، تاکہ وہ ابدی ہلاکت سے محفوظ رہے۔ بچہ کی تربیت روز اول سے ہی ضروری ہے۔ چنانچہ اس کی پرورش اور رضاعت کے لیے نیک اور دیندار عورت متعین کی جائے جو حلال رزق کھاتی ہو۔ جب بچہ میں قوت تمیز اور شعور پیدا ہو جائے تو اس کی گھبراہٹ کی ضرورت پہلے سے بڑھ جاتی ہے۔ شعور کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب بچے میں حیا کا جوہر ظاہر ہو جائے۔ بچہ بعض افعال حیا و شرم کے باعث چھوڑ دیتا ہے۔

بچے میں اس کا ظہور اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور ایک ایسی بشارت ہے جو اخلاق کے اعتدال اور قلب کی صفائی پر دلالت کرتی ہے۔ حیا دار بچے سے اعراض برتنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس کی حیا کو اس کی تعلیم و تربیت کے بارے میں مددگار سمجھنا چاہیے۔

بچے پر سب سے زیادہ غلبہ کھانے کی خواہش کا ہوتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے بچے کو کھانے کے آداب سکھائے جائیں، کہ کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے، کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہے، اپنے سامنے سے کھائے، اور دوسروں سے پہلے کھانا شروع نہ کرے، کھانے کو گھور کر نہ دیکھے، اور نہ کسی کو کھاتے ہوئے گھورے۔ کھانے میں جلدی نہ کرے، اچھی طرح چبا کر کھائے،

بچوں کو یہ ادب سکھانا بھی ضروری ہے کہ جب کوئی بڑا بول رہا ہو تو اس کی بات غور سے سنیں اور بڑا مجلس میں آ جائے تو اپنی جگہ سے اٹھ جائیں، آنے والے کو جگہ دیں اور اس کے سامنے ادب سے بیٹھیں

پے در پے لقمے نہ اٹھائے، اپنے ہاتھ ضرورت سے زیادہ نہ بھرے، نہ کپڑے خراب کرے۔ بچے کو کبھی کبھی روٹی کھانے کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ کسی وقت سالن نہ ہو تو پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ بچے کے سامنے بسیار خوری کی مذمت کرنی چاہیے اور اسے بتایا جائے کہ زیادہ کھانا جانوروں کا شیوہ ہے۔ اور اسے یہ سمجھایا جائے کہ اچھے بچے زیادہ نہیں کھاتے، نیز بچے کے سامنے ان بچوں کی تعریف و توصیف کرتے رہنا چاہیے جو زیور ادب سے آراستہ ہیں اور کم کھاتے ہیں۔ بچے کو اس بات کی تلقین کرنی چاہیے کہ وہ کھانے کے معاملہ میں ایثار سے کام لے، کم پر قناعت کرنے کی عادت ڈالے، اور کھانے کی زیادہ پروا نہ کرے

اور کھانا جیسا کیسا بھی ہو، صبر و شکر سے کھائے۔

بچے کو سفید کپڑے پہننے کی عادت ڈالنی چاہیے اور اسے تھلا نا چاہیے کہ رنگین اور بھڑک دار ریشمی کپڑے عورتیں پہنتی ہیں۔ مردوں کو اس طرح کا لباس زیب نہیں دیتا۔ جو بچے زنا نہ لباس میں ملبوس نظر آئیں، اپنے بچے کے سامنے ان کی برائی کرنی چاہیے اور اپنے بچے کو ان لڑکوں کی صحبت سے بچانا چاہیے جنہیں آرام طلبی کی عادت ہو اور بھڑکیلے لباس پہننے کا شوق ہو بلکہ ایسے لوگوں سے بھی اپنے بچوں کو ملنے نہ دیا جائے جو اس کے دل میں اس طرح کا شوق پیدا کرنے کا باعث بنیں۔

اگر شروع ہی سے بچے کی اصلاح و تربیت پر توجہ نہ دی جائے تو اس میں بے شمار برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس میں جھوٹ، حسد، چوری، چغل خوری، فضول خرچی، بے ہودہ ہنسی مذاق اور لڑنے جھگڑنے کی عادات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی ابتدائی تربیت کا تعلق گھر سے ہے۔ اس کے بعد بچے کو مکتب میں بھیجنا چاہیے تاکہ قرآن کریم اور اکابر اولیاء اللہ کے واقعات اور حکایات کا علم حاصل کرے، تاکہ اس کے دل میں نیک لوگوں کی محبت جاگزیں ہو جائے۔ بچے کو عشق و محبت کے فرسودہ مضامین پر مشتمل اشعار نہ پڑھنے دیئے جائیں، کیونکہ یہ چیز بچوں کے دلوں میں فساد کا بیج بوتی ہے۔ پھر اگر بچہ کوئی قابل تھمیں کام کرے تو اس کو داد دینی چاہیے اور اسے انعام بھی دینا چاہیے اور لوگوں میں بھی بچے کی تعریف کرنی چاہیے۔ اگر بچے سے اتفاقاً کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو چشم پوشی سے کام لینا چاہیے اور دوسروں کے سامنے بھی اس کے راز سے پردہ نہ اٹھانا چاہیے، خاص طور پر جب بچہ اپنی غلطی خود چھپانا چاہتا ہو۔ تاہم اگر بچہ جان بوجھ کر اور بار بار غلطی کرتا ہے تو اس سے چشم پوشی اور غفلت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ اس کی اصلاح کی جائے۔ بچے کو اگر یہ بات معلوم ہو جائے کہ غلطی سے واقف ہونے کے باوجود مجھے کچھ نہیں کہا گیا تو وہ اسے اپنی عادت بنا لیتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بری حرکات پر جری ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اس غلطی کا اعادہ کرے تو چاہیے کہ آدمی بچے کو تنہائی میں تہیہ کرے اور اسے سختی سے تاکید کرے کہ وہ آئندہ اس غلطی کا مرتکب نہ ہو، ورنہ لوگوں میں تمہاری رسوائی ہوگی۔ بچے کو ہر وقت ملامت کا ہدف نہ بنائے رکھئے۔ بچوں کے دلوں میں باپ کا اتنا ادب اور خوف اتنا ہونا چاہیے کہ ماں انہیں باپ کے حوالہ سے ڈرا سکے اور



برائیوں سے باز رکھ سکے۔

نیز بچے کو دن میں سونے سے منع کرنا چاہیے کیونکہ دن میں سونے سے سستی پیدا ہوتی ہے۔ البتہ رات میں سونے سے منع نہ کیا جائے۔ بچوں کو نرم بستروں پر سنانے کی

بچوں کو عشق و محبت کے فرسودہ مضامین پر مشتمل اشعار نہ پڑھنے دیئے جائیں،

کیونکہ یہ چیز ان کے دلوں میں فساد کے بیج بوتی ہے

ہونے کے بعد بچہ اگر کھیلنے کا خواہش مند ہو تو اسے منع نہ کیا جائے جبکہ وہ کھیل اچھا ہو کیونکہ مکتب کی تھکن کھیل سے دور ہوتی ہے۔ بچے کو کھیل سے روکنا اور ہمہ وقت پڑھائی میں لگائے رکھنا اس کی صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس سے بچے کا دل مردہ ہو جاتا ہے، ذکاوت متاثر ہوتی ہے، اور اسے زندگی بد مزہ معلوم ہونے لگتی ہے، وہ پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس سے دائمی نجات حاصل کر لے۔

بچے کو اپنے والدین، اساتذہ اور تربیت کرنے والوں اور بڑوں کی اطاعت کا عادی بھی بنانا چاہیے، خواہ وہ بڑے اپنے ہوں یا پرانے۔ اسے بتلایا جائے کہ بڑوں کا احترام و اکرام ضروری ہے، جب بڑے موجود ہوں تو کھیلنا بند کر دے۔ جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو پاکی اور نماز کے چھوڑنے پر چشم پوشی نہ کرے اور رمضان کے کچھ روزے بھی رکھوائے جائیں۔ شریعت کے ان احکام سے بھی اسے مطلع کیا جائے جن کی اسے ضرورت پیش آئے۔ اسے چوری، حرام خوری، خیانت، جھوٹ اور فحش گوئی سے ڈرانا چاہیے۔ اگر بچپن ہی میں بچہ کی تربیت ان بنیادوں پر ہو تو بلوغت کے قریب اسے ان امور کے اسرار بھی بتلا دینے چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جھوٹی ہوں یا بچی، ایسا نہ ہو کہ بچہ کم عمری میں قسمیں کھانے کا عادی بن جائے۔ بچوں کو یہ ادب سکھانا بھی ضروری ہے کہ جب کوئی بڑا بول رہا ہو تو اس کی بات غور سے سنیں اور بڑا مجلس میں آجائے تو اپنی جگہ سے اٹھ جائیں، آنے والے کو جگہ دیں اور اس کے سامنے ادب سے بیٹھیں۔

بچوں کو فحش گوئی، لعن طعن اور گالی گلوچ سے منع کرنا چاہیے بلکہ ان لوگوں کی صحبت سے بھی ان کو بچانا چاہیے جن کی زبانیں اس طرح کی بری باتوں سے آلودہ رہتی ہوں، کیونکہ برے ہم نشینوں کی بری عادات بچوں پر جلد اثر انداز ہوتی ہیں۔ بچوں کی تربیت و تادیب میں اصل یہی ہے کہ انہیں بری صحبت سے بچانا چاہیے۔ پڑھائی سے فارغ

بجائے سخت اور کھردرے بستر پر سونے کی عادت ڈالنی چاہیے تاکہ اعضاء سخت رہیں اور اس کے جسم کو فرہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے، کیونکہ فرہ بدن آدمی عیش پسند ہوتا ہے۔ بستر لباس اور کھانے میں سادگی کی عادت ڈالنی چاہیے۔ بچہ جو کام چھپ کر کرنا چاہے اس سے روکا جائے، کیونکہ بچہ وہی کام چھپ کر کرتا ہے، جسے وہ اپنے خیال میں برا تصور کرتا ہے۔ اگر اسے چھپ کر کام کرنے کی آزادی دی گئی تو وہ برے افعال کا عادی ہو جائے گا۔ دن کے کسی حصہ میں اسے چلنے پھرنے اور ورزش کرنے کی مہلت بھی دینی چاہیے تاکہ اس پر سستی غالب نہ ہو۔ بچے کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنے اعضاء نہ کھولے، دوڑ نہ چلے، اگر بچے کے والدین کسی خاص چیز کے مالک ہوں تو اپنے معصروں میں اس پر فخر نہ کرے، خواہ وہ چیز کھانے پینے سے متعلق ہو، یا لباس سے متعلق ہو، بلکہ بچے کو تواضع، اکساری، اور رفقاء کے اکرام اور ہر شخص کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنے

## النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ایکسرے، ای۔سی۔سی اور الٹراساؤنڈ کی جدید اقسام کٹر ڈیٹا، T.V.S، 4-D، ایکو کارڈیو گرافی اور Lungs Function Tests کی سہولیات

مشہور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی  
تصدیق شدہ ادارہ  
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر  
عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

## خصوصی پیشکش

الٹراساؤنڈ (پیٹ)، Lungs Function Tests، ایکسرے (چیسٹ) ای۔سی۔سی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/2500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی سیکرٹری نہیں ہوگا۔ (نوٹ) لیبارٹری اور ماہر اخصیالات پر مکمل رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph:5163924, 5170077 Fax:5162185

Mob:0300-8400944, 0301-8413933 E-mail:info@alnasarlab.com

ہے، لینے میں نہیں ہے۔ کسی سے کچھ لینا ذلت، خساست اور کمینگی ہے اور یہ کتے کا شیوہ ہے، کیونکہ کتا ہی ایک لقمہ کی خاطر دم ہلاتا پھرتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بچوں کو سونے چاندی کی محبت اور طمع سے منع کرنا چاہیے اور ان چیزوں سے اس طرح ڈرانا چاہیے جس طرح سانپ بچھو سے ڈرتا ہے کیونکہ سونے چاندی کی محبت کا ضرر زہر کے طور سے زیادہ ہے اور اس میں بچوں ہی کی تخصیص نہیں ہے بلکہ بڑوں کا بھی یہی حال ہے۔

بچوں کو یہ عادت بھی ڈالنی چاہیے کہ وہ بیٹھنے کی جگہوں پر تھوکنے سے گریز کریں، دوسروں کے سامنے ناک صاف نہ کریں اور جھانکی نہ لیں، کسی کی طرف پشت نہ کریں، مجلس میں ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں نہ رکھیں، نہ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھیں، نہ ہاتھ کو تکیہ بنائیں، یہ سب



# شرمناک تنہائی

عرفان صدیقی

ہانکا لگانے والے بالآخر ہمیں گھیر گھا کر اس مقام تک لے آئے ہیں کہ سارے راستے بند دکھائی دیتے ہیں اور شکار یوں کا گروہ بندوقیں تانے سامنے کھڑا ہے۔ گزشتہ نو برس کے ڈھلوانی سفر پر نظر رکھنے والوں کے لیے یہ منظر نامہ حیرت کا باعث نہیں۔ وہ پہلے دن سے کہہ رہے تھے کہ تاریک راہوں کا یہ سفر ہمیں انہی اندھی منزلوں تک لے جائے گا۔ مشرف انہیں تحقیر سے تاجھ کالم نگار کہا کرتا تھا لیکن آج ان کا ہر اندیشہ حقیقت میں ڈھلتا دکھائی دیتا ہے اور پاکستان ایسی عالمی تنہائی کا شکار ہو چکا ہے کہ وحشتیں بھی پناہ مانگتی ہیں۔

حافظ محمد سعید، ذکی الرحمن لکھوی اور برسوں قبل امریکہ کی دست برد سے بہت دور نکل جانے والے حاجی محمد اشرف دہشت گرد قرار پائے۔ درجنوں کی نظر بندی اور زبان بندی کے احکام جاری ہو گئے۔ تین رفاہی تنظیموں جماعت الدعوة، الرشید ٹرسٹ اور الاخر ٹرسٹ کا نانا بھی دہشت گردی سے جوڑ دیا گیا۔ تینوں پر پابندی لگا دی گئی۔ ان کے دفاتر سر بمبر اور اثاثے منجمد ہو گئے۔ یہ اس سامراج کی قوت و حشمت کا ادنیٰ سا مظاہرہ ہے جو ایک خونخوار عفریت کی طرح کرہ ارض پر مسلط ہے۔ جس نے اپنے اہداف و مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی لغت، اپنا فلسفہ قانون، اپنا نظام انصاف اور اپنا ضابطہ اخلاقیات وضع کر رکھا ہے۔ وہ خود ہی مدعی، خود ہی گواہ، خود ہی وکیل اور خود ہی منصف ہے۔ اس کے فیصلے کے خلاف کسی دلیل، کسی اپیل اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ کسی کو جرأت اظہار ہے نہ تاب انکار نہ مجال تکرار۔

کسی کو یہ دعویٰ نہیں کہ ہمارا معاشرہ ہر نوع کی خرابیوں سے پاک ہے۔ بلاشبہ ہمیں کئی بیماریاں لاحق ہیں۔ یہ بیماریاں برسوں گزرنے کے بعد روگ بن

چکی ہیں۔ خون چاٹنے والے جرثومے، ہڈیوں کے گودے تک پہنچ گئے ہیں۔ وردی پوش میجاؤں کی حکمرانی نے ریاستوں کو استحکام بخشنے والا کوئی تہذیبی قرینہ سلامت ہی نہیں چھوڑا۔ ادارے بن پائے، نہ مہذب ریاست کا چہرہ نکھر سکا۔ پس پردہ بیٹھے ساحروں نے اپنی ساحری کو حرف آخر جانا، اپنی دانش کو بے مثل سمجھا۔ اپنی صوابدید کے مطابق قومی ترجیحات کا تعین کیا۔ ان ترجیحات کے لیے خود ہی حکمت عملی تراشی۔ اس حکمت عملی کو خود ہی عملی کا جامہ زیبایا پہنایا۔ براہ راست حکمرانی کے دنوں میں براہ راست اور بالواسطہ حکمرانی کے موسموں میں بالواسطہ حساس معاملات اور نازک پالیسیوں کو اپنی مٹھی میں لیے رکھا۔ جب اس فکر و دانش اور حکمت عملی کے نتیجے میں چار سو کانٹوں کی فصل لہلہانے لگی تو قوم کو آواز دی گئی کہ اب بھگتو۔ جس معاشرے میں ریاست کے اندر ذیلی ریاستیں بن جائیں اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ ذیلی ریاستیں نہ صرف ریاست پر حاوی ہو جائیں بلکہ اسے یرغمال بنا لیں، وہاں اس طرح کی سرمئی دھند مستقل ٹھکانہ بنا لیتی اور سارے خوش رنگ منظروں کو دھندلا دیتی ہے۔ ہم اسی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ کچھ بھائی نہیں دے رہا کہ کس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے اور کون سے چہرے کے پیچھے کس کا چہرہ چھپا ہے۔ بے چہرگی کا یہ موسم ایک لمبے عرصے سے جاری ہے۔ عمل، حامل اور معمول ایک دوسرے میں یوں ضم ہو گئے ہیں کہ ذمہ داری اور ذمہ دار کا تعین ممکن ہی نہیں رہا۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم خود فریبی کے سنہری جال سے خود کو نکالیں۔ اخلاص نیت کے ساتھ اپنے گھر کی خبر لیں۔ یہ اپنے آپ سے وفا اور ملکی بھاکا اولین تقاضا ہے اور اس سے انحراف مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

خود احتسابی کی مشق کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم ہر

آن گہرے ہوتے، بحرانوں اور پیہم بڑھتے طوفانوں کا جائزہ لیں اور سوچیں کہ کیا بین الاقوامی دباؤ کے سامنے اس طرح کی عاجزانہ انکساری اور فندیانہ اطاعت گزاری سے ہماری تقدیر بدل جائے گی؟ کیا ہماری پیٹھ پر مسلسل تازیانے برسائے، ہماری عزت نفس سے کھیلنے، ہمیں جھکتے چلے جانے پر مجبور کرنے اور ہمیں خس و خاشاک کا ڈھیر بنانے کے جنوں میں مبتلا عالمی ادبائش تین پاکستانی شخصیات اور تین پاکستانی تنظیموں کا لہو پی کر مطمئن ہو جائیں گے؟ کیا وہ ہمیں کولہو میں پیلنے کا سلسلہ جاری نہیں رکھیں گے؟

ممبئی دھماکوں کا رشتہ آن واحد میں پاکستان سے جڑ گیا۔ جس طرح نائن ایون کے ایک گھنٹے کے اندر اندر اسامہ بن لادن کو نشانے پہ دھریا گیا تھا، اسی طرح ابھی تاج ہوٹل کی راہداریوں میں فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا کہ تمام نتائج اخذ کر لیے گئے۔ برطانیہ اور یورپی یونین، سب نے آنکھیں بند کر کے بھارت کا موقف قبول کر لیا۔ سب من موہن سنگھ کے لہجے میں پر ناب کھرجی کی زبان بولنے لگے۔ شرق و غرب کی تمام کمین گاہوں میں بیٹھے تیر اندازوں کے تیر ہم پر برسے گئے۔ بھری دنیا میں کوئی نہ تھا جو ہماری سنتا۔ کوئی ہم سے پوچھتا بھی تو ہم کیا بتاتے؟ ہمارے حکمرانوں کو خود علم نہ تھا کہ ان کا موقف کیا ہے۔ چابی والے کھلونوں کی طرح وہ لب ہلانے سے پہلے چابی کے منتظر تھے۔ 25 نومبر کی واردات کے بعد حکومت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ کسی کو کچھ معلوم نہ تھا کہ پاکستان کا رد عمل کیا ہونا چاہیے۔ رد عمل ایک ذمہ دار اور خود دار ریاست کے سانچے میں ڈھل ہی نہ پایا۔ بلند منصبوں پہ بیٹھے لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ کسی دوست ملک سے رابطہ کیا گیا، نہ سفارتی محاذ پر کسی سرگرمی کا مظاہرہ ہوا، نہ دنیا سے کہا گیا کہ وہ اس عجلت کا مظاہرہ نہ کرے۔ اس دوران دو بے ذوق ڈرامے تخلیق ہوئے۔ پہلا آئی، ایس، آئی کے سربراہ کو بھارت بھیجنے اور دوسرا کسی کھرجی کی ٹیلیفون کال کا۔ دونوں ڈراموں کا محرک ایک ہی تھا۔ وفاقی سطح پر کسی مضبوط حکومتی نظم کا فقدان اور فیصلہ سازی کے ادارہ جاتی عمل کی عدم موجودگی۔ اس دوران بھارت نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اس کے سفارت کار پھیل گئے۔ سیکرٹری خارجہ دوڑے دوڑے امریکہ جا پہنچے۔ نتیجہ یہ کہ کرہ ارض کا گنبد بھارتی موقف کی بازگشت سے گونجنے لگا۔ ہمارے وزیر خارجہ دعوئوں کے انتظار میں نئی دہلی بیٹھے رہے۔ جب عشاءے (باقی صفحہ 12 پر)



# تبصرہ کتب

تبصرہ نگار: ابو عمر عسکری

ماہنامہ ”حکمت بالغہ“ جھنگ

مدیر: انجینئر مختار فاروقی

قرآن اکیڈمی، جھنگ گورنمنٹ ایمپلائز کوآپر

یٹوسوسائٹی لالہ زار کالونی نمبر 2 جھنگ صدر

اس امر میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ ملت اسلامیہ کے جملہ مسائل کا حل قرآن حکیم ہی سے میسر آ سکتا ہے۔ اس لیے قرآنی حکمت و بصیرت کی اشاعت و ترویج وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کے لیے مختلف ذرائع و وسائل اختیار کئے جاسکتے ہیں جن میں سے ایک اہم اور موثر ذریعہ رسائل و جرائد کا ہے۔

فی زمانہ جو پرچے قرآن مجید کے علوم و معارف کی نشر و اشاعت میں سرگرم ہیں، ان میں ماہنامہ حکمت بالغہ بھی نمایاں مقام کا حامل ہے۔ اس کے مدیر جناب انجینئر مختار فاروقی ہیں جو انجمن خدام القرآن جھنگ کے صدر ہیں۔ جناب فاروقی صاحب علمی و فکری موضوعات پر بولنے اور لکھنے کی بھرپور صلاحیت سے مالا مال ہیں جیسا کہ ماہنامہ حکمت بالغہ میں ان کی نگارشات سے اندازہ ہوتا ہے۔

”حکمت بالغہ“ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اختلافی مسائل پر بحث نہیں کی جاتی بلکہ مفید علمی و تحقیقی موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔ اس کے مطالعے سے مختلف دینی عنوانات پر قابل قدر اور فائدہ مند معلومات حاصل ہو سکتی ہیں اور ذہنی و فکری اعتبار سے قرآن کریم سے مستحکم تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ لہذا اس موقر رسالے کو اپنے گھریا لائبریری میں مستقل جاری کر لینا چاہیے۔ باری تعالیٰ جناب مختار فاروقی اور ان کے رفقاء کے علم و عمل میں برکت دے اور انہیں دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب: اسماء اللہ عزوجل (قرآن و حدیث کے مطابق)

مؤلف: رشید اللہ یعقوب

ناشر: رحمۃ للعالمین ریسرچ سنٹر

مکان نمبر 8، اسٹریٹ 3، زمزمہ، کلفٹن، کراچی 75600، فون: 5877561

دنیوی و اخروی فلاح و سعادت کا حصول ایمان اور عمل صالح ہی سے ممکن ہے۔ عمل صالح کی حقیقی بنیاد ایمان ہے۔ ایمان کے چھ ارکان حدیث نبوی ﷺ میں بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوگا اصل رکن ایمان باللہ ہے۔ دیگر تمام امور پر اس لیے ایمان لایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلیم کرنے کا تقاضا کیا ہے۔

ایمان باللہ میں بنیادی شے توحید کا اقرار ہے۔ اہل علم نے قرآن و سنت کی نصوص کی روشنی میں توحید کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

1- توحید ربوبیت یعنی خلق، تدبیر اور ملک میں خدا کو یکتا جاننا۔

2- توحید الوہیت، یعنی خدا ہی کو تہا مستحق عبادت سمجھنا

3- توحید اسماء و صفات یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو اسماء و صفات خدا کے لئے

ثابت کیے ہیں ان پر بلا تمثیل و شبیہ ایمان لانا اور خاص معانی میں انہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مختص جاننا۔

یہ تینوں قسمیں اپنی جگہ اہم اور ضروری ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں عموماً ربوبیت اور

الوہیت کے پہلوؤں کی تو وضاحت کی جاتی ہے۔ لیکن اسماء و صفات کی جہت سے غفلت

برتی جاتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا صحیح تعارف محض اسماء و صفات ہی کی معرفت پر منحصر ہے۔

اس لحاظ سے جناب رشید اللہ یعقوب شکر پور کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے

اسماء حسنیٰ پر انتہائی قابل قدر اور دقیق تحقیقی کام کیا ہے۔ عربی زبان میں تو اس موضوع پر

اگرچہ کافی مواد موجود ہے لیکن اردو زبان میں اتنا تفصیلی اور تحقیقی لٹریچر دستیاب نہیں۔

جناب رشید اللہ یعقوب کی کتاب اسماء اللہ عزوجل، کا دوسرا حصہ ہمارے پیش نظر ہے

جس میں انہوں نے باری تعالیٰ کے تین صدائیں اسماء مبارکہ کی تخریج کی ہے اور وہ مصادر و

ماخذ ذکر کئے ہیں جہاں یہ اسماء مذکور ہیں۔ موصوف نے جس شخص و استحصاء کا اہتمام کیا

ہے، اس سے ان کی محنت شاقہ کا اندازہ ہوتا ہے بالخصوص جبکہ وہ باقاعدہ عالم دین بھی نہیں

لیکن دینی لگن اور ولولے کا اعجاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اتنا بڑا کام لے لیا ہے۔ ہمیں

یقین ہے کہ کتاب کے مطالعے سے جہاں قارئین کے علم میں اضافہ ہوگا وہیں اللہ تعالیٰ کے

مختلف صفات کے ادراک سے ایمان باللہ اور تعلق باللہ میں بھی مضبوطی پیدا ہوگی۔

مؤلف لفظ ”خدا“ کے بارے میں کافی حساس ہیں جیسا کہ انہوں نے مقدمہ میں

ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس سے اجتناب کیا ہے اور جہاں ترجموں میں خدا کا لفظ تھا وہ

انہوں نے اللہ سے تبدیل کر دیا۔ بے شبہ لفظ خدا عربی کا نہیں بلکہ فارسی زبان کا ہے لیکن اللہ

کے ترجمے کے طور پر اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ عقیدہ درست ہو۔ آخر ہم رحمن کا ترجمہ بھی

مہربان کرتے ہیں۔ یہ بھی فارسی کا لفظ ہے۔ لہذا اصل شے عقیدہ ہے، وہ اگر درست ہو تو لفظ

خدا کے استعمال میں چنداں مضائقہ نہیں، جیسا کہ تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔

بہر حال کتاب انتہائی قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے۔ معنوی خوبصورتی کے ساتھ

ظاہری حسن سے بھی مالا مال ہے۔ باری تعالیٰ مصنف کی اس عظیم کاوش کو قبول فرمائے اور

اہل اسلام کے نافع و مفید بنائے۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب: اسلامی حکومت کا فلاحی تصور

مصنف: مولانا سعید الرحمن علوی

مرتب: مولانا عزیز الرحمن خورشید

قیمت: 120 روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ جمال، تھرڈ فلور، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔

مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم ایک پختہ فکر اور وسیع النظر عالم دین تھے۔ وہ ملکی و ملی

مسائل کے حوالے سے دور رس نگاہ رکھتے تھے۔ اور ان کے حل کے لیے قرآن و سنت کو اپنے



## ممبئی دہشت گردی پر حکومت پاکستان کے

معذرت خواہانہ رویہ کی شدید مذمت

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے حالیہ اجلاس میں ممبئی میں ہونے والی دہشت گردی پر بھارتی ردعمل اور حکومت پاکستان کے معذرت خواہانہ رویہ کی شدید مذمت کی ہے۔ یہ اجلاس گزشتہ روز امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی زیر صدارت تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر گڑھی شاہولا ہور میں منعقد ہوا۔ اراکین شوریٰ نے کہا کہ ایک طرف حکومت پاکستان کا دعویٰ ہے کہ بھارت نے ابھی تک ہمیں کسی قسم کے ثبوت فراہم نہیں کئے، دوسری طرف جماعت الدعوة کی قیادت اور کارکنوں کی اندھا دھند گرفتاریاں کی جارہی ہیں۔ ان کے دفاتر مقفل کر دیئے گئے ہیں، یہاں تک کہ جماعت کے زیر اہتمام سکول، مدرسے اور ہسپتال بھی سیل کر دیئے گئے ہیں جس سے عوام کو شدید مصائب کا سامنا ہے۔ اراکین شوریٰ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بھارتی جنگی طیاروں نے پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزی کی تو ہماری اعلیٰ ترین قیادت نے بھارت کی وکالت کر کے یہ مضحکہ خیز موقف اختیار کیا کہ فضائی حدود کی خلاف ورزی ایک ٹیکنیکل غلطی تھی۔ اراکین شوریٰ نے کہا کہ حکومت اور اقوام متحدہ نے 2005 کے خوفناک زلزلہ میں جماعت الدعوة کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ انسانی خدمت پر مامور فلاحی تنظیم دہشت گرد کس طرح بن گئی۔ تنظیم اسلامی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ جماعت الدعوة کے گرفتار شدگان کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور بھارت کے الزامات اور مطالبات کا جواب دیتے ہوئے قومی وقار اور سلامتی کو مد نظر رکھا جائے۔ وگرنہ Do more کی رٹ پہلے امریکہ نے لگائی ہوئی تھی اب ہر دوسرے روز یہ مطالبہ بھارت کیا کرے گا اور ہماری ذلت و رسوائی میں رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام سے واقفیت اور دور حاضر کے شرک سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مطالعہ کیجیے:

## حقیقت و اقسام شرک

بانی، تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے جہ فکر انگیز خطابات

● معیاری کمپیوٹر کمپوزنگ ● عمدہ طباعت ● 128 صفحات  
قیمت: اشاعت عام: 50 روپے اشاعت خاص: 90 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور

36- کے ماڈل ناؤن لاہور۔ فون: 3-5869501

غور و فکر کا مرکز و محور سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مختلف مسائل، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عالمانہ گفتگو کی ہے۔ ان کی زیر تبصرہ کتاب ”اسلامی حکومت کا فلاحی تصور“ بھی ایسے علمی مضامین پر مشتمل ہے۔ مولانا علوی یہ مضامین مختلف ادقات میں لکھتے تھے جو ان کی زندگی میں مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ ان کی خواہش تھی کہ انہیں یکجا کیا جائے۔ لیکن وہ خود اسے پورا نہ کر سکے اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے برادر محترم مولانا عزیز الرحمن صاحب شکرپے کے مستحق ہیں کہ ان مفید اور قیمتی جواہر پاروں کو مرتب کر کے افادہ عوام و خواص کے لیے شائع کرادیا۔ زیر نظر کتاب تین مضامین پر مشتمل ہے:

پہلا مضمون ”اسلامی حکومت کا فلاحی تصور“ کے عنوان سے ہے۔ اس میں مصنف نے رسول اکرم ﷺ کے زمانہ بعثت کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس امر کو اجاگر کیا ہے کہ آپ نے کس طرح عرب کے اس کج رو معاشرے کی اصلاح فرمائی اور ایک فلاحی انقلاب برپا کیا۔ مصنف نے دو امور پر بطور خاص روشنی ڈالی ہے۔ ایک معاشرتی اونٹنی کا خاتمہ اور دوسرے دولت کی منصفانہ تقسیم۔ مصنف کے بقول مال و دولت کے حوالے سے قرآن نے دو تصورات پیش کیے ہیں، اسلامی اور قارونی۔ قارونی رویہ یہ ہے کہ مال و دولت کو اپنی صلاحیتوں کا شکر سمجھا جائے اور اسے راہ خدا میں خرچ کرنے کے بجائے بچا بچا کر رکھا جائے جبکہ اسلامی رویہ یہ ہے کہ مال و دولت کو عطیہ خداوندی سمجھتے ہوئے خلق خدا کی بھلائی کے لیے خرچ کیا جائے۔ مصنف کے بقول فلاحی معاشرے کا قیام اس صورت میں ممکن ہے جب وسائل معاش کی منصفانہ اور مساوی تقسیم کو یقینی بنایا جائے جو کہ خلیفہ کا بنیادی فریضہ ہے۔

دوسرے مضمون کا عنوان ہے ”اقتصادی مسئلہ کا حل قرآن و سنت اور فقر اسلامی کی زد سے“ 45 صفحات پر مشتمل اس تفصیلی تحریر میں مصنف نے اقتصادی مسئلے کے حل پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے اور حجۃ الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کے افکار سے بطور خاص استفادہ کیا ہے۔ مصنف کے بقول معیشت کے باب میں اسلامی تعلیمات کی روح یہی ہے کہ ”ایک طبقہ دنیا بھر کی دولت پر سانپ بن کر نہ بیٹھ جائے اور دولت و سرمایہ معاشرہ میں خوب پھیل جائے تاکہ عام انسانی برادری اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ یہی اقتصادی مسئلہ کا اسلامی حل ہے۔“

تیسرے مضمون میں ”الحج“ کے زیر عنوان حجر کی لغوی و شرعی تخصیص پیش کی گئی ہے۔ کتاب کے مندرجات سے مصنف کے علمی و تحقیقی پائے کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہر بات مدلل اور مبرہن ہے اور انداز انتہائی گنگناتہ اور دلچسپ ہے۔ مزید برآں ادبی چاشنی بھی موجود ہے۔ الغرض کتاب انتہائی مفید اور لائق مطالعہ ہے۔

## دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق اور حلقہ بالائی سندھ کے امیر غلام محمد سومرو کی بھتیجی جو محترم خالد سومرو کی بہو بھی تھی وفات پا گئیں
  - تنظیم اسلامی گلشن اقبال کراچی کے رفیق جناب نجیب بھٹی کے والد وفات پا گئے
  - تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے رفیق حافظ ذویب طیب کے تایا وفات پا گئے
- اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفتائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے



### بانی تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا دورہ کوئٹہ

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تین روزہ دورہ پر 8 نومبر 2008ء کو کوئٹہ پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ دورہ اقراء فیض العلم اسکول کی دعوت پر حفاظ بچوں کی دستار بندی کے سلسلے میں تھا۔ اسکول ہذا کی کوئٹہ میں تین شاخیں ہیں جن میں تقریباً 900 بچے زیر تعلیم ہیں۔ اس دورے میں جو پروگرام ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

8 نومبر 2008ء کی شام بعد نماز عصر کوئٹہ تنظیم کے رفقاء سے ملاقات ہوئی، جس میں تقریباً 35 رفقاء نے شرکت کی۔ رفقاء نے بانی تنظیم اسلامی سے سوالات وغیرہ کیے جن کے آپ نے مفصل جوابات مرحمت فرمائے۔ رات کا کھانا اسکول کے چیف ایگزیکٹو قاری محمد فیصل کے ہاں ہوا۔ دوسرے دن ڈاکٹر صاحب ہارہ بچے شاہ گارڈن زرغون روڈ میں تشریف لے گئے، جہاں بچوں کی دستار بندی ہوئی۔ وہاں پر آپ نے سوا گھنٹہ خطاب فرمایا۔ مرد و خواتین اور طلبہ کی حاضری تقریباً 1000 کے لگ بھگ تھی۔ عصر سے عشاء تک احباب کے ساتھ ملاقات رہی جس میں احباب نے سوالات کیے، یہاں حاضری تقریباً 60 کے لگ بھگ تھی۔ جناب سید فضل آغا (سابق گورنر بلوچستان) نے رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا۔ آغا صاحب تنظیم اسلامی کی فکر سے پوری طرح آگاہ ہیں اور اپنے طور پر فکر کو آگے بڑھاتے ہیں۔ انہوں نے کھانے پر تقریباً 20 افراد کو مدعو کر رکھا تھا۔ ان حضرات نے مختلف موضوعات پر بانی تنظیم سے سوالات کیے۔ اس موقع پر تنظیم کی فکر کے متعلق سیر حاصل گفتگو رہی۔ تیسرے دن 10 نومبر کو محترم ڈاکٹر صاحب کی لاہور واپسی ہوئی۔

(رپورٹ: محمد راشد گنگوہی)

### تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام شب بیداری اور ایک روزہ

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام مسجد الہدیٰ شاہ رکن عالم کالونی میں ماہانہ شب بیداری کا پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب محمد سلیم اختر ناظم دعوت حلقہ جنوبی پنجاب کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ الحکیموت کی ابتدائی آیات کی روشنی میں موجودہ دورفتن کی فتنہ انگیزیوں کا ذکر کیا اور ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اہل ایمان کی دینی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ انسان کا مقصد تخلیق بندگی ہے لیکن آج اس مقصد پر کار بند رہنا حد درجہ مشکل ہو گیا ہے۔ درس قرآن کے بعد شہزاد احمد صدیقی نے ”جرنیل صحابہ“ نامی کتاب سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حالات زندگی پڑھ کر سنائے۔ جنہیں سن کر رفقاء کے دلوں میں صحابہؓ کی عظمت، جہاد اور راہ حق میں قربانی کے جذبہ کو ہمیز ملی۔ ہمیں ان نفوس قدسیہ کی سیرت و کردار کا مطالعہ جاری رکھنا چاہیے تاکہ ہمارے ایمانی جذبات اور قوت ارادی کو تقویت ملتی رہے۔ بعد نماز عشاء مولانا عزیز الرحمن ترابی نے درس حدیث دیا، جس میں اسلام، ایمان، حسن اخلاق پر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد ناظم مکتبہ تنظیم اسلامی نیو ملتان سید حامد اللہ نے ندائے خلافت سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں بانی محترم کے درس کی ویڈیو دکھائی گئی، جس میں آپ نے سورۃ النور کی آیات کی روشنی میں نور ایمان پر مفصل گفتگو کی۔ اجتماعی کھانے کے بعد کچھ رفقاء تنظیم نے مسجد ہی میں قیام فرمایا۔ چار بجے رفقاء نماز تہجد کے لیے بیدار ہوئے۔ انفرادی نوافل و تلاوت کلام مجید کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ (مرتب: شوکت انصاری)

### تنظیم اسلامی نیو ملتان کی زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام

23 نومبر کو تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام ہوا۔ محمد عطاء اللہ خان نے سورۃ النساء کی چند آیات کا درس دیا۔ 8 بجے رفقاء کو ناشتہ پیش کیا گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے قاری حفیظ الرحمن شاہ نے سورۃ النور کی آیت استخلاف کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد رفقاء کے خطابات ہوئے۔ عبادت رب کے موضوع پر طاہر اقبال نے بیان فرمایا۔ شہادت علی الناس کے موضوع پر جنید عبداللہ اور زبیر حفیظ نے گفتگو کیں۔ اقامت دین کے موضوع پر سید فاروق احمد اور شہزاد احمد صدیقی نے بیان کیا۔ پونے گیارہ بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد شرکاء محفل کا باہمی تعارف ہوا۔ اس کے بعد ماسٹر افضل حق نے ”ہم کیوں مسلمان ہوئیں“ نامی کتاب سے ایک نو مسلم خاتون کی آپ بیتی کا مطالعہ کرایا۔ ان کے ایمان افروز واقعات سن کر شرکاء بہت متاثر ہوئے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

### ماہانہ دعوتی و تربیتی اجتماع تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور ہر انگریزی ماہ کے تیسرے ہفتے ایک دعوتی و تربیتی اجتماع کا اہتمام کرتی ہے۔ اس دفعہ نقباء کے اجلاس میں یہ طے پایا کہ اس پروگرام کے لیے باقاعدہ عمومی دعوت کا اہتمام کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے 1500 پمفلٹ اور 5 پوسٹر چھپوائے گئے تھے۔ جمعہ کے روز قریب کی دو مساجد میں بعد از نماز جمعہ پینڈ بزرگ تقسیم کیے گئے اور مختلف مساجد کے آس پاس پوسٹر بھی لگوائے گئے۔ بروز ہفتہ بعد از نماز عصر پہلے سے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق رفقاء کی 9 ٹیمیں تشکیل دی گئیں، جنہوں نے قریبی مساجد اور ان سے ملحقہ دکانوں پر دعوت نامے تقسیم کیے۔ اس ماہ پروگرام کا انعقاد جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں ہوا۔ جہاں بعد از نماز مغرب مرکزی ناظم دعوت و تربیت چودھری رحمت اللہ نے ”ایمان باللہ“ کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ اظہار خیال فرمایا۔ شرکاء نے جو تقریباً 150 کی تعداد میں تھے، یہ خطاب انتہائی دلچسپی سے سماعت کیا۔ اس کے بعد حیاء صحابہؓ کے تذکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ حافظ مطیع الرحمن نے ”حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو“ نامی کتاب سے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں تمام شرکاء کو پانچ گروہوں میں بانٹا گیا، جن کے امراء کا تعین پہلے ہی ہو چکا تھا۔ انہوں نے ذوالحجہ کے پہلے عشرے اور عید الاضحیٰ کی اہمیت و احکام سے شرکاء کو آگاہ کیا اور پھر ان کے درمیان بنیادی نکات کی تکرار کروائی، تاکہ تمام شرکاء کو یہ نکات ذہن نشین ہو جائیں۔ بعد نماز عشاء بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ویڈیو پر ریکارڈ تقریر ”عظمت قرآن“ بذریعہ پروجیکٹر پیش کی گئی۔ کھانے کے آداب کے مختصر تذکرے کے بعد رفقاء و احباب کو طعام گاہ لے جایا گیا۔ عشاء سے فراغت کے بعد تقریباً پون گھنٹے کا وقفہ کیا گیا، وقفہ کے بعد سونے کے آداب بیان کیے گئے اور سونے کا وقفہ کر دیا گیا۔ رات کے آخری پھر تمام حضرات کو نماز تہجد کے لیے بیدار کیا گیا۔ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد تلاوت کا موقع فراہم کیا گیا۔ پھر نماز فجر کے بعد جامعہ اشرفیہ کے استاد الحدیث مولانا یوسف خان نے ”نصیحے“ کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں سوال و جواب کی مختصر نشست کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اشراق کے وقفے کے بعد آصف علی نے ”اجتماعیت میں معذرت کی اہمیت اور اس کا طریق کار“ پر مذاکرہ کروایا، جس پر شرکاء نے بہت پسند کیا۔ ناشتے کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہو گیا۔ (رپورٹ: شاقب الطاف)



# رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ 21 دسمبر 08ء بروز اتوار نماز عصر تا 27 دسمبر 08ء بروز ہفتہ نمازِ ظہر تک

مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں ہفت روزہ

## مبتدی تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں، موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت

0300-4311226, 042-6316638-6366638 رابع